قل رب زدنی علماً

انصاراللہ

انصاراللہ بیلجیئم کا علمی وادبی سہ ماہی مجلّہ
اکتوبر،نومبر،دسمبر 2022ء

جان و دِلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂِ آلِ محمدؐ است !

(دُرِّثمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اداریہ
اتباعِ رسول۔ پاکیزہ زندگی اور محبت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم۔
تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔(اٰلِ عمران آیت 32)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں آپ ﷺ کا طرزِ عمل اپنانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ مگر یہ پیروی اور اس عظیم طرزِ عمل کی اتباع کس طرح عمل میں لائی جائے جس کے نتیجہ میں بدیوں سے نجات، گناہوں کی بخشش اور پاکیزہ زندگی کا حصول ممکن ہو جائے اور محبوبِ الٰہی بن جائیں۔اس امر کو بڑے لطیف پیرائے میں نائب الرسول مہدیٔ آخر زماں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے آیاتِ قرآنی ہی کے حوالے سے بیان فرمایا ہے چنانچہ آپؑ آیتِ قرآنی قُل یعبادیَ الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ کہہ اے میرے غلامو جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمتِ الٰہی سے ناامید مت ہو خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا۔اب اس آیت میں بجائے قل یا عبادَ اللہ کے جس کے معنے ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو، یہ فرمایا کہ قل یا عبادی یعنی کہہ کہ اے میرے غلامو! اس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لیے نازل ہوئی ہے کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرتِ گناہ سے دل شکستہ ہیں ان کو تسکین بخشے۔ سو اللہ جل شانہ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلاوے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرف کرتا ہوں سو اس نے قل یا عبادی کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول، دیکھو یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال طاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے۔ جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے۔یعنی ایسا اس کی اطاعت میں محو ہو جاوے کہ گویا اس کا غلام ہے۔ تب وہ کیسا ہی پہلے گناہ گار تھا بخشا جائے گا۔ جاننا چاہیے کہ عبد کا لفظ لغت عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے۔۔۔اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جائے اور اس کے دامنِ طاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے، جیسا کہ غلام جانتا ہے، تب وہ نجات پائے گا۔اس مقام میں ان کور باطن، نام کے مؤحدوں پر افسوس آتا ہے کہ جو ہمارے نبی ﷺ سے یہاں تک بغض رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ نام کہ غلام نبی۔ غلام رسول۔ غلام مصطفیٰ۔ غلام احمد۔ غلام محمد؛ شرک میں داخل ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدارِ نجات یہی نام ہیں۔اور چونکہ عبد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادگی اور خود روی سے باہر آجائے اور پورا متبع اپنے مولیٰ کا ہو۔اس لئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں۔اور در حقیقت یہ آیت اور یہ دوسری آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم از رو مفہوم ایک ہی ہیں کیونکہ کمال اتباع اس محویت اور اطاعت تامہ کو مستلزم ہے جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے۔یہی سر ہے کہ جیسے پہلی آیت میں مغفرت کا وعدہ بلکہ محبوب الٰہی بننے کی خوشخبری ہے گویا یہ آیت کہ قل یا عبادی دوسرے لفظوں میں اس طرح پر ہے کہ قل یا متبعی یعنی اے میری پیروی کرنے والو جو بکثرت گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہو رحمتِ الٰہی سے نومید مت ہو کہ اللہ جل شانہ بہ برکت میری پیروی کے تمام گناہ بخش دے گا۔
(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن۔ جلد 5 صفحہ 190 تا 193)

یہ محض علمی لفاظی نہیں حضرت مہدیؑ نے اپنے عمل میں اتباع رسول کو ہر جہت سے معراج تک پہنچایا جس کی گواہی خود عرش سے خدا نے دیتے ہوئے آپؑ کو الہام میں فرمایا کُل برکۃ من محمد ﷺ فتبارک من علّم و تعلّم۔ یعنی ہر برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے پس مبارک وہ جس نے تعلیم دی اور مبارک وہ جس نے تعلیم پائی۔ چنانچہ آپؑ اردو منظوم کلام میں اتباعِ رسول میں اپنے قلب و روح کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام ۔ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے۔ تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

فارسی منظوم کلام میں محمد ﷺ کی غلامی کے معراج کو چھونے اور برکت و فیضان پانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
احمد اندر جانِ احمد شُد پدید۔ اسمِ من گردید آں اسمِ وحید
احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا اس لیے میرا وہی نام ہو گیا جو اس لاثانی انسان کا نام ہے۔

اللہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو پیارے مہدی کی جماعت کی طرف منسوب ہونے کے صدقے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایسی اتباع کی توفیق بخشے کہ ہم اس سے وابستہ فیوض و برکات جذب کرنے والے اور اپنی نسلوں کو جاری کرنے والے بن جائیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

فہرست مضامین

انصاراللہ ڈائجسٹ

مجلسِ ادارت

مدیر: کاشف ریحان خالد (قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

نگرانِ اعلیٰ: وسیم احمد شیخ صاحب (صدر انصاراللہ بیلجیئم)، توصیف احمد صاحب (مربی سلسلہ)

ڈیزائنگ: ناصر شبیّر صاحب (زعیم انصاراللہ انٹورپن) ویب سائیٹ: حافظ جہانزیب قریشی صاحب (قائد تعلیم)

معاونین: رفیق احمد ہاشمی صاحب۔

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۲﴾

تو کہہ کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

Zeg: Indien gij Allah liefhebt, volgt mij, Allah zal u .liefhebben en uw zonden vergeven
.Allah is Vergevensgezid, Genadig

سورۃ آلِ عمران۔آیت 32

قال رسول اللہ ﷺ

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضی الله عنهما- قال: قال رسول الله-صلی الله علیه وسلم: لا یُؤمنُ أحدُکُم حتی یکونَ هَوَاهُ تبعًا لما جِئتُ بِهِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس ان احکام کے تابع نہ ہوجائے جن کو میں لے کر آیا ہوں“۔

کوئی انسان بھی اس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان تمام باتوں کو پسند نہ کرے اور ان پر عمل نہ کرے جنہیں رسول ﷺ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن باتوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان سے نفرت اور اجتناب نہ کرنے۔ وہ جب بھی کوئی عمل کرنے کا ارادہ کرے اسے قرآن اور رسول کی سنت کو پرکھے۔ اگر وہ کتاب و سنت کے موافق ہو تو اسے کرلے اور اگر اس میں کوئی ایسی بات ہو جس سے منع کیا گیا ہو تو اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرے۔ جس شخص کی خواہش نفس آپ ﷺ کے لائے ہوئے احکام کے تابع ہو جاتی ہے اس کی حقیقت تو یہی ہوتی ہے: ”**وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**“۔ ترجمہ: ”اور تمھیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے“۔

کتاب الایمان صحیح مسلم

کلام امام الزمان علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔

برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 11-10

اسوۂ کامل صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلّم
کتاب ”اسوۂ کامل“ سے ماخوذ
ناصر شبّیر، انٹورپن۔ بیلجیئم

مسٹر مائیکل ہارٹ (1978) موجودہ زمانہ میں ان کی کتاب "دی ہنڈرڈ (The Hundred) " میں پہلے نمبر پر شائع ہونے والے مضمون " محمد دنیا کا سب سے بڑا موثر انسان کا بہت چرچا ہوا ہے۔ جس میں فاضل مصنف نے اربوں انسانوں (ایک اندازہ کے مطابق بیس ملین) میں سے جو روئے زمین پر اب تک پیدا ہو چکے ہیں۔ حضور سرور پاک کو سب سے مؤثر ترین انسان قرار دیتے ہوئے سو عظیم شخصیتوں کی فہرست میں وہ اولین شخصیت قرار دیا ہے۔ مصنف لکھتا ہے:۔

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا کی انتہائی موثر شخصیات کی فہرست میں میرا سب سے اوپر رکھنا شاید بعض لوگوں کے لئے حیرت ناک اور بعض کے لئے قابل اعتراض ہو لیکن آپ ہی تاریخ انسانی کی ایسی منفرد شخصیت ہیں جو دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے انتہائی کامیاب ثابت ہوئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک کمزور حیثیت سے زندگی کا آغاز کرتے ہوئے دنیا کے بڑے مذاہب میں سے ایک مذہب کی بنیاد رکھی اور اسے زندگیوں میں نافذ کیا اور پھر ایک انتہائی مؤثر کن سیاسی رہنما بن کر اُبھرے۔ آج ان کی وفات کے تیرہ صدیاں بعد بھی آپ کا اثر غیر معمولی طاقت اور نفوذ رکھتا ہے۔.....................
بلا شبہ دنیا میں مسلمانوں کی نسبت عیسائیوں کی تعداد تقریباً دو گنا ہے۔ ابتداء یہ تعجب انگیز خیال آسکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عیسیٰ (علیہ السلام) سے ارفع مقام دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ (انتخاب) کی دو بڑی وجوہات ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے جو کام عیسائیت کی ترقی کے لئے کیا اُس کی نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام کی ترویج و اشاعت کا کام کہیں زیادہ اور مؤثر ہے۔ مزید برآں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عیسیٰ (علیہ السلام) کے برعکس دینی و دنیاوی دونوں قسم کے رہنما تھے۔ دراصل عرب کی فتوحات کے پیچھے آپ کی قوت متحرکہ ہی تھی جس کی بناء پر آپ کو دنیا کے عظیم ترین اور مؤثر ترین سیاسی رہنما کی مسلّمہ حیثیت کے حامل بن گئے۔ دنیا کے اہم واقعات کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ کسی خاص سیاسی رہنما کے بغیر بھی ہو کر رہتے تھے لیکن عرب کی فتوحات کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ محمد نے جو کچھ کر دکھایا اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور کوئی وجہ نہیں کہ یقین کیا جائے کہ یہ فتوحات آپ کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی تھیں۔

مسٹر کے ایس راما کرشنا راؤ (1996ء) ایک انڈین فلاسفر ہیں۔ وہ رقمطراز ہیں

ترجمہ: مسلمان تاریخ دانوں کے مطابق محمدؐ 20 اپریل 571ء کو عرب کے صحرا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نام کا مطلب " بہت تعریف کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں آپ عرب کے سپوتوں میں سب سے اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ آپؐ عرب کے ناقابل عبور سرخ ریت کے صحرا میں اپنے سے پہلے گزرنے والے تمام شاعروں اور بادشاہوں سے بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو عرب ایک صحرا تھا۔ ایک ناقابل ذکر ملک۔ اس ناقابل ذکر جگہ سے محمد کے عظیم وجود سے ایک نیا عالم وجود میں آیا۔ ایک نئی زندگی ایک نئی ثقافت، ایک نئی تہذیب، ایک نئی سلطنت جو مراکش سے ہندوستان تک وسیع تھی کہ جس نے تین براعظموں یعنی ایشیاء افریقہ اور یورپ کے فکر و عمل کو متاثر کیا وجود میں آئی۔

عالمی بھائی چارے کے اصول اور انسانی مساوات کی تعلیم جسے آپ نے پیش کیا انسانیت کی معاشرتی ارتقاء میں آپ کے عظیم کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ تمام بڑے مذاہب نے یہی تعلیمات دی ہیں لیکن نبی اسلامؐ نے اس نظریہ کا عملی نمونہ پیش کیا اور شاید صدیوں بعد جب بین الاقوامی ضمیر بیدار ہونے سے نسلی تعصبات ختم ہونگے اور سب انسان اخوت کی لڑی میں پروئے جائیں گے تب اس بات کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔ عربوں میں یہ رسم راسخ تھی کہ طاقتور زور بازو سے وراثت حاصل کرتا تھا۔ مگر اسلام صنف نازک کے دفاع کا علمبردار بنا اور اس نے عورتوں کو والدین کے ترکے کا وارث قرار دیا۔ اس حکم نے عورت کو جائیداد کے مالک ہونے کا حق صدیوں پہلے دے دیا تھا جبکہ انگلستان میں جو جمہوریت کی ابتدائی درسگاہ کہلاتا ہے۔ 1881ء میں اسلام کا یہ اصول اپنایا گیا اور یہ قانون The Married Woman's Act کے نام سے موسوم ہوا۔

پروفیسر کیرن آر سٹرانگ لکھتی ہیں کہ

ترجمہ: "آپؐ نہایت قابل اور کرشماتی راہنما کے طور پر ابھرے۔ جس نے نہ صرف عرب کو نئی شکل دی بلکہ پوری دنیا کی تاریخ کو بدل کے رکھ دیا۔ ہم اسلامی باہمی مساوات کے نظریہ کو جس میں تمام افراد کو سیاسی اور معاشی لحاظ سے مساوی حقوق فراہم کیے جاتے ہیں۔ باہمی بھائی چارہ اور محبت کو فروغ دینے میں موثر پاتے ہیں۔ یقیناً محمدؐ نے خود اپنے کردار میں اخوت کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا......... بلا مبالغہ صدیوں تک مغرب میں ہمارا رجحان محمدؐ کو ایک شدت پسند شخصیت ایک بے رحم جنگجو اور ایک جذبات سے عاری سیاستدان کی شکل میں دیکھنے کا رہا ہے آپؐ ایک انتہائی شفیق اور عقل مند شخصیت تھے۔ محمدؐ کی غیر معمولی کامیابی صرف اور صرف الٰہی تائید ہی کی مرہون منت دکھائی دیتی ہے۔۔۔۔۔۔ ہم یہاں مغرب میں کبھی بھی اسلام کو صحیح تناظر میں نہ دیکھ سکے۔ ہمارے اس کے بارے میں نظریات بالکل ناپختہ اور نامعقول سے رہے ہیں اور آج ہم خود اپنی برداشت اور ہمدردی کے وعدے سے انحراف کر رہے ہیں۔ کیونکہ آج مسلمان دنیا میں نفسیاتی دباؤ اور تکلیف کو ہم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسلام مٹنے والا یا اپنا حسن کھونے والا نہیں بلکہ بہتر تھا کہ اگر یہ پھلتا پھولتا اور اس میں آب و تاب رہتی۔ ہم اب صرف امید ہی کر سکتے ہیں کہ ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی۔

پروفیسر مسٹر فلنگ مری والے (1960ء) برطانیہ کی ایڈنبرا یونیورسٹی کے عربی و اسلامیات کے پروفیسر اور کتاب محمد ایٹ مدینہ کے مصنف ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ: "یقیناً محمدؐ کا ایک بہترین کارنامہ آپؐ کا کفار مکہ سے مصالحت کر لینا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جو چند ماہ قبل شدید دشمن تھے۔ محمدؐ کے ہم عصر دونوں مکی اور مدنی ادوار میں آپ کو ایک اچھا اور راست باز شخص کے طور پر جانتے تھے اور تاریخ کی نظر میں آپ اخلاقی اور سماجی مصلح ہیں جتنا ایک انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ابتدائی اسلام کی تاریخ پر غور کرتا ہے اتنا ہی وہ آپ کی

وسیع کامیابیوں کو دیکھ کر تو محو حیرت ہو جاتا ہے۔ حالات نے آپؐ کو وہ موقع دیا جو بہت کم ہی کسی کو میسر آیا ہوگا تاہم آپ کی ذات زمانے کے جملہ تقاضوں پر پوری اترتی تھی۔ غیب پر اطلاع پانے، مدبّر اور منتظم ہونے کے علاوہ اگر آپؐ کا اس بات پر محکم ایمان نہ ہوتا کہ خدا نے آپؐ کو بھیجا ہے تو انسانی تاریخ کا ایک قابل ذکر باب ضبط تحریر میں آنے سے رہ جاتا۔"

جیمز اے میچز (1955ء) ایک عظیم محقق لکھتے ہیں۔

ترجمہ: پیدائشی یتیم، آپؐ ہمیشہ خاص طور پر غریب اور ضرورت مند، یتیم اور بیوگان، غلام اور کمزور لوگوں کے بہت خیر خواہ رہے۔ آپ نے عورت ذات کو صحرائی اقدار کی بندشوں سے نجات دلائی اور عمومی معاشرتی انصاف کا پرچار کیا۔ شرابیوں سے شراب چھڑائی۔ آپؐ نے اس بات کا پرچار کیا کہ غلاموں کو آزاد کرنا چاہیے۔ اور یہ کہ والد کو بچیاں جو اس معاشرے میں ناپسندیدہ سمجھی جاتی تھیں قتل نہیں کرنا چاہیے اور یہ کہ معاشرے میں مظلوم کو بھی زمین وراثت میں ملے۔ اور یہ کہ امن جنگ سے بہتر ہے۔ اور یہ کہ انصاف کی علمبرداری ہونی چاہیے۔ تاریخ میں کوئی بھی مذہب اتنی تیزی سے نہیں پھیلا جتنی تیزی سے اسلام پھیلا ہے۔ مغرب کے وسیع حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ مذہب (اسلام) کا یہ پھیلاؤ تلوار سے ممکن بنایا گیا ہے۔ لیکن کوئی بھی جدت پسند عالم اس بات کو نہیں مانتا اور قرآن کریم (کی تعلیم) ضمیر کی آزادی کو فروغ دینے میں صریحاً واضح ہے۔

مسٹر برنارڈ شا (1856 تا 1950ء) نے بانی اسلام اور آپؐ کے مذہب کی برتری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

ترجمہ: "اگلے سو سال میں اگر کسی مذہب کو انگلستان بلکہ یورپ پر غلبہ حاصل کرنا ممکن ہے تو وہ صرف اسلام ہے ۔۔۔۔ میں نے ہمیشہ محمدؐ کے مذہب کو اسکی حیران کن جاذبیت کی وجہ سے انتہائی معزز جانا ہے۔ یہ وہ منفرد مذہب ہے جو میری رائے میں دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ہر زمانہ کو متاثر کر سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محمدؐ جیسا انسان آج کی جدید دنیا کو مطلق العنان حکمران کے طور پر مل جاتا تو وہ دنیا کے مسائل اس طرح حل کرنے میں ضرور کامیاب ہوتا کہ انسانیت کو مطلوب امن اور خوشحالی کی دولت نصیب ہو جاتی۔"

اگلے سو سال میں اگر کسی مذہب کو انگلستان بلکہ یورپ پر غلبہ حاصل کرنا ممکن ہے تو وہ صرف اسلام ہے ۔۔۔۔میں نے ہمیشہ محمدؐ کے مذہب کو اسکی حیران کن جاذبیت کی وجہ سے انتہائی معزز جانا ہے۔ یہ وہ منفرد مذہب ہے جو میری رائے میں دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

مسٹر جواہر لعل نہرو (1932ء) بطور ایک مفکر اور ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم نے کہا:۔

ترجمہ "یہ حیران کن امر تھا کہ عربوں کی وہ قوم جس نے عرصہ تک گمنامی کی زندگی گزاری اور جو ظاہری طور پر اطراف واکناف میں ہونے والے واقعات سے بے خبر رہتی تھی اچانک جاگ اٹھی اور اس نے اتنی زبردست قوت کا مظاہرہ کیا کہ دنیا کو چونکا دیا اور تہلکہ مچا دیا۔ عربوں کی کہانی اور اس بات کا ذکر کہ وہ کس تیزی سے ایشیا، یورپ اور افریقہ میں پھیل گئے اور اعلیٰ تہذیب و تمدن جو انکے ذریعے فروغ پایا تاریخ کے عجائبات میں سے ایک ہے۔

لارا ویلیسیا ڈاکٹر گلیری (1935ء) اطالوی مستشرقہ (جو پلیز یونیورسٹی میں عربی اور ہسٹری آف مسلم سولائیزیشن کی پروفیسر تھیں) نے 1935ء میں اپنی اطالوی زبان (Italian) میں "An Interpretation of Islam" لکھی جس کا انگریزی ترجمہ فاضل اور مشہور ادیب ڈاکٹر آلڈ و کیلی نے کیا اور اردو جامعہ بعنوان "اسلام پر نظر" جناب شیخ محمد احمد مظہر صاحب ایڈووکیٹ لائل پور (فیصل آباد) نے پہنایا۔ اس کتاب میں مصنفہ نے بانی اسلام کے پیدا کردہ انقلاب کی عظمت کو یوں سلام پیش کیا۔

تہذیب و تمدن کی شاہراہوں سے دُور بیابان میں ایک جاہل قوم بستی تھی ۔ جس کے اندر خالص اور شفاف پانی کا ایک چشمہ نمودار ہوا جس کا نام اسلام ہے۔۔۔ اسلام آیا اور اس نے ان خون خرابوں کو مٹا کر دلوں کے اندر اپنی تاثیر پھونک دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب کے اخلاق اور مقاصد میں ہم آہنگی پیدا ہوگئی۔ باہمی اخوت کے جذبات موجزن ہونے لگے۔ اسلامی چشمہ ایک ناقابل مزاحمت دریا بن گیا۔ اور اس کے خالص اور پرزور دھارے نے زبردست سلطنتوں کو گھیر لیا جو نئی یا پرانی تہذیب کی حامل تھیں۔۔۔۔ یہ وہ شور تھا جس نے سوتوں کو جگا دیا یہ وہ روح تھی جس نے پراگندہ اقوام کو بالآخر وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔

تاریخ عالم میں ایسا انقلاب کبھی نہ آیا تھا جس سرعت سے اسلامی فتوحات عمل میں آئیں اور جتنی جلدی چند مخلص اشخاص کے مذہب نے لاکھوں انسانوں کے دلوں میں گھر کر لیا انسانی دماغ کے لئے یہ بات معمہ ہے کہ آخر وہ کونسی مخفی طاقت تھی جس کی بدولت چند آزمودہ کار لوگوں نے ان قوموں کو مغلوب کر لیا۔ جو تہذیب دولت تجربے اور فنون جنگ میں ان سے بدرجہا افضل تھیں انہوں نے اپنے ساتھیوں کے دلوں میں اپنے نصب العین کے حصول کے لئے ایک ایسا حیرت انگیز ولولہ اور مستقل تڑپ پیدا کر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد تک بھی کوئی دوسرا مذہب اس ولولے اور تڑپ کا ہمسر نہ ہوگا۔ فی الحقیقت اس مصلحؐ کا کام نہایت اعلیٰ اور شاندار تھا۔ ہاں یہی وہ مصلحؐ تھا جس نے ایک بت پرست اور وحشی قوم کو کیچڑ سے نکال کر ایک متحد اور موحد جماعت بنا دیا۔ اور ان میں اعلیٰ اخلاق کی روح پھونک دی۔

مسٹر سر ولیم میور (1923ء) اسلامی امور کے ماہر اور لائف آف محمد کے مصنف لکھتے ہیں۔

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت زار کا نقشہ قرآن میں یوں پیش کیا گیا ہے کہ "لوگوں کے بد اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد برپا ہو چکا ہے (30:42) اس سے ہماری بیان کردہ شہادت کی تائید ہوتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت باآواز بلند

اس عالمی اور کامل الٰہی ہدایت کو پکار رہی تھی جو خدا کے الہامی الفاظ میں ایک ایسے رسول کے ذریعہ بیان کی جائے جس کی زندگی مختلف پہلوؤں اور جہات پر حاوی ہو اور جو بنی نوع انسان کے لئے ایک نمونہ اور اسوہ ہو، ایسے انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی تھے۔ آپ کی تائید میں ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ کوئی انسان بھی اس زمانہ میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نہیں آیا جو آپؐ کے مقام اور صلاحیتوں تک پہنچا۔ جب کہ دنیا کو اس کی انتہائی ضرورت تھی۔ جس کا ناقابل تردید نتیجہ یہی ہے کہ بلاشبہ آپؐ کا وجود انسان کی رشد و ہدایت کے لئے خدا کے ہتھیار کے طور پر پہلے سے مقدر تھا۔"

ایس پی سکاٹ (1903ء) اپنی انگریزی کتاب "ہسٹری آف دی مورش ایک پائران یورپ میں نبی کریم کی زندگی کا حاصل یوں بیان کرتے ہیں:۔

ترجمہ: "اگر مذہب کا مقصد اخلاق کی ترویج، برائی کا خاتمہ، انسانی خوشی و خوشحالی کی ترقی اور انسان کی ذہنی صلاحیتوں کا جلاء ہے اور اگر نیک اعمال کی جزا اس بڑے دن ملنی ہے جب تمام بنی نوع انسان قیامت کو خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے تو پھر یہ تسلیم کرنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ خدا کے رسول تھے ہرگز بے بنیاد اور بے دلیل (دعوی) نہیں ہے۔ پیغمبر محمد کی اپنے مقصد سے وفا، آپ کی خود اعتمادی اور انتہائی کمال کو پہنچی ہوئی وفا کا سب سے بڑا قابل فہم ثبوت، آپ کے ابتدائی اصحاب کے اعلیٰ اخلاق اور مواندازہیں جس سے آپ کی تعلیم کو قبول کیا گیا۔

مسٹر تھامس ڈبلیو آرنلڈ (1896ء) عظیم محقق اسلام لکھتے ہیں:۔

ترجمہ: یورپی مصّنفین کی طرف سے یہ بات بڑے زور دار انداز سے بکثرت پیش کی جاتی ہے کہ محمدؐ کی ہجرت مدینہ کے بعد بدلتے ہوئے حالات میں نبی کریمؐ کا ایک بالکل مختلف کردار سامنے آیا۔ اب وہ بشیر بھی نہیں رہے نہ ہی نذیر نہ ہی انسانوں کی طرف خدائی رسول جنہیں وہ اپنے اوپر نازل شدہ مذہب کی سچائی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن اب وہ ایک بے اصول کٹر مذہبی شخصیت کی صورت میں ابھرے جو اپنے آپ کو اور اپنے نظریہ کو منوانے کیلئے اپنے پاس موجود تمام تر طاقت اور وسائل اور حکومتی نظام کو بروئے کار لانے سے دریغ نہیں کرتا ۔لیکن یہ خیال کہ محمدؐ نے مدینہ میں آکر اپنے مبلغ اسلام کے کردار کو پس پشت ڈال دیا یا یہ سوچنا کہ جب ان کے پاس غیر معمولی فوج اکٹھی ہوگئی تو آپؐ نے غیر مسلموں کو ایمان لانے کی دعوت دینا ترک کردی سراسر غلط ہے۔" چنانچہ بالکل آغاز سے ہی اسلام ایک تبلیغی مذہب کے حوالہ سے اپنی پہچان کرواتا ہے جس کا مقصد لوگوں کے دلوں کو جیتنا اور لوگوں کو اس بنیاد پر قائل کرکے مسلمان کرنا ہے کہ وہ اسلامی اخوت میں داخل ہوں اور جیسا کہ اسلام آغاز میں تھا ویسا ہی اسلام آج بھی ہے۔"

جان ولیم ڈرپر (1861ء) عظیم سائنسدان اور مؤرخ رقمطراز ہیں:۔

ترجمہ: جسٹینین کی وفات کے 4 سال کے بعد 569ء میں عرب کے شہر مکہ میں ایک آدمی پیدا ہوا جس کا نام محمدؐ تھا۔ جو دنیا میں لوگوں پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوا۔ اسے یورپین لوگوں نے نعوذ باللہ (مفتری) بادشاہت کا طلبگار قرار دیا۔ اس نے قوم کو قدیم روحوں کی پرستش، ایک شہابیہ کی عقیدت اور ذلیل ترین عمل یعنی بتوں کی پوجا کی حالت سے نکال کر کے انہیں رفعت بخشی۔ اس نے وحدانیت کے عقیدہ کی تبلیغ کی جو جلد ہی فضاؤں میں پھیل گیا اور آریوں اور کیتھولک (عیسائیوں) کے کھوکھلے اختلافات رکھنے والی قوم کو ہواؤں میں اڑا دیا۔۔۔ محمدؐ ایسی خوبیوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھے جنہوں نے بار ہا بڑی بڑی طاقتوں کے مستقبل کے بارے میں فیصلے کیے۔ آپؐ ایک مبلغ اور سالار تھے۔ آپؐ منبر پر صحیح البیان اور میدان جنگ میں بطل جلیل ہوتے۔ آپؐ کا علم دین الٰہی انتہائی عام فہم تھا۔ کہ اللہ ایک ہے۔

تھامس کارلائل (1840ء) (اعزازی لارڈ ریکٹر ایڈنبرا یونیورسٹی) انگریزی زبان کے مشہور انشا پرداز ادیب اور مصنف نے اپنے لیکچرز ہیروز اینڈ ہیرا اور شپ میں پیغمبروں اور بانیان مذاہب میں صرف محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے وجود کو اس لائق سمجھا کہ وہ آپ کو نبیوں کا ہیرو قرار دے۔ وہ آپ کی عظمت کو یوں سلام پیش کرتا ہے:۔

ترجمہ: "(نعوذ باللہ) ایک جھوٹے آدمی نے مذہب کی بنیاد رکھی ممکن نہیں کہ وہ بارہ صدیوں تک قائم رہے اور ایک ارب اسی لاکھ انسانوں کے دلوں کو مسخر کرے۔ یہ تو خود نابود ہو جائے گا۔ ہم اگر محمدؐ کے کام کو جنون یا ڈرامہ بازی کا نام دیں یا شہرت حاصل کرنے کیلئے منصوبہ بندی کرنے والا تو یہ ایسا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ آپؐ مدبر تھے۔ ہم اسے ایسا نہیں سمجھ سکتے۔ اس دینا کے خالق نے حکم دیا تھا کہ دنیا کو روشن کر دے۔ صحرا کا یہ وسیع القلب سپوت اپنی سیاہ روشن آنکھوں اور دوسروں میں گھل مل جانے والی طبیعت کے ساتھ اپنے ذہن میں ایک جنون کی بجائے کچھ اور خیالات رکھتا تھا۔

ڈاکٹر گستاو ویل (1808۔ 1889ء) آنحضرت کی پاکیزہ سیرت کے متعلق یوں گویا ہیں کہ:۔

ترجمہ محمدؐ نے اپنے لوگوں کے لئے ایک روشن نمونہ قائم کیا آپ کے اخلاق پاک اور بے عیب ہیں۔ آپؐ کا گھر، آپ کا لباس اور آپؐ کی خوراک سادگی کا بے نظیر نمونہ تھی۔ سادگی اور بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ کبھی صحابہ سے اپنے لئے خصوصی عزت و توقیر کا تقاضا نہ کرتے اور نہ ہی اپنے غلام سے وہ کام لیتے جو آپؐ اپنے ہاتھ سے کر سکتے۔ اکثر و بیشتر آپؐ بازار میں بذات خود سودا سلف خریدتے ہوئے دکھائی دیتے۔ اسی طرح اپنے کمرہ میں کپڑوں کی مرمت کرتے ہوئے صحن میں دودھ دوہتے ہوئے نظر آتے۔ آپؐ کے دروازے ہر کس و ناکس کے لئے ہر وقت کھلے رہتے۔ آپؐ بیماروں کی تیمارداری کرتے اور اُن سے ہمدردی کا اظہار کرتے آپؐ کی شفقت اور فیاضی بے پناہ تھی۔ معاشرہ کی فلاح و بہبود کا فکر بھی ہر وقت آپؐ کو دامنگیر رہتا۔ باوجود بے شمار تحائف کے جو آپؐ کو مختلف اطراف سے مسلسل پیش ہوتے رہتے تھے آپؐ گھر میں بہت کم رکھتے۔ کیونکہ ان کو بھی آپؐ عوام کا ہی حصہ سمجھتے تھے۔

ایڈورڈ گبین (1737ء) دنیا کے عظیم ترین مؤرخ لکھتے ہیں:۔

ترجمہ: عرب کے نبی کی غیر معمولی ذہنی صلاحیت۔ اس کی قوم کے طور و اطوار اور اس کے مذہب کی روح مشرقی سلطنتوں کے انحطاط کی وجوہات بنیں اور ہماری آنکھیں بےچینی سے ایک ایسے یادگارا انقلاب میں اٹک کر رہ جاتی ہیں جس نے ایک نیا اور دیرپا کردار دنیا کی اقوام کیلئے نمونہ کے طور پر چھوڑا۔۔۔ آپؐ کا حافظہ وسیع اور تیز تھا۔ آپؐ کی ذہانت (لوگوں کیلئے) آسمان اور عام فہم تھی، آپؐ کے خیالات انتہائی اعلیٰ، آپؐ کے فیصلے بالکل واضح، فوری اور حتمی، آپؐ سوچ عمل ہر دو میدانوں میں ادراک رکھتے تھے۔ محمدؐ کے عقائد شک و شبہ سے بالا ہیں۔ اور قرآن خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک عظیم الشان دلیل۔ مکہ کے نبی نے بتوں اور انسانوں، ستاروں اور سیاروں کی پرستش اس عقلی دلیل قائم کرتے ہوئے ردّ کیا کہ جو چیز بھی طلوع ہوتی ہے اسے ضرور غروب ہونا ہوتا ہے۔ اور جو بھی پیدا ہوتا ہے اسے ضرور مرنا ہے اور جو بھی اپنی اصلی حالت کھو سکتا ہے ضرور شکست و ریخت کا شکار ہوتا ہے۔یہاں تک کہ ختم ہو جاتا ہے۔ محمدؐ کے اقوال اپنے اندر سکتا بہت سی سچائیاں لیے ہوئے ہیں اور آپؐ کی سنّت بہت پیارے نیکی کے نمونے سے معطر ہے۔

شہنشاہ فرانس نپولین بوناپارٹ (1821-1769ء) نے رسول اللہ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:۔

محمدؐ اللہ کی ذات ایک مرکزِ ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔ ان کی تعلیمات نے لوگوں کو اپنا مطیع و گرویدہ بنالیا اور ایک گروہ پیدا ہو گیا جس نے چند ہی سال میں اسلام کا غلغلہ نصف (معلومہ) دنیا میں بلند کر دیا۔ اسلام کے ان پیروؤں نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑا لیا۔ انہوں نے بت سر نگوں کر دیئے۔ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے پیروؤں نے 15 سو سال میں کفر کی نشانیاں اتنی منہدم نہ کی تھیں جتنی ان متبعین اسلام نے صرف پندرہ سال میں کر دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محمدؐ کی ہستی بہت ہی بڑی تھی۔"

فرانسیسی حکمران لامارٹن (1790۔1869ء) رسول اللہ کے پیدا کردہ انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اگر مقصد کی عظمت، رسائل کی قلت اور حیرت انگیز نتائج ان تین باتوں کو انسانی تعقّل و تفکر کا بلند معیار مانا جائے تو کون ہے جو تاریخ کی کسی قدیم یا جدید شخصیت کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابل پر لانے کی ہمت کر سکے۔ لوگوں کی شہرت ہوئی کہ انہوں نے فوجیں بنا ڈالیں، قوانین وضع کرائے اور سلطنتیں قائم کر ڈالیں۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ انہوں نے

حاصل کیا کیا؟ صرف مادی قوتوں کی جمع پونجی؟ وہ تو ان کی آنکھوں کے سامنے کٹ گئی۔ بس صرف یہی ایک آدمی ایسا ہے جس نے یہی نہیں کہ فوجوں کو مرتب کیا، قوانین وضع کئے اور ملکتیں، سلطنتیں قائم کیں بلکہ اس کی نظر کیمیا اثر نے لاکھوں متنفس ایسے پیدا کر دیے، جو اس وقت کی معلوم دنیا کی ایک تہائی آبادی پر مشتمل تھے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر، انہوں نے قربان گاہوں کو، خداؤں کو، دین و مذہب کے پیروکاروں کو خیالات و افکار کو، عقاید و نظریات کو، بلکہ روحوں کو بدل ڈالا۔

مہاتما گاندھی جی مہاراج (1914ء) ہندو لیڈر کا آنحضور ﷺ کے بارے میں تحقیق کا لب لباب یوں ہے کہ

سیرت النبیؐ کے مطالعہ سے میرے اس عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانیت میں رسوخ حاصل نہیں کیا۔ بلکہ پیغمبر کی انتہائی سادگی، انتہائی بےنفسی عہو دومواثیق کا انتہائی احترام۔ اپنے رفقاء و متعبّین کے ساتھ گہری وابستگی جرأت۔ بے خوفی اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔

امام الزماں حضرت بانی جماعت احمدیہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بلند شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

والدین خود بچوں کے لیے دُعا کریں

ارشاد حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ”ہر مرد عورت کی جب شادی ہوتی ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے اولاد ہو۔ اگر شادی کو کچھ عرصہ گزر جائے اور اولاد نہ ہو تو بڑی پریشانی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ مجھے بھی احمدیوں کے کئی خط روزانہ آتے ہیں جن میں اس پریشانی کا اظہار ہوتا ہے، دعا کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اولاد کی خواہش ہمیشہ اس دعا کے ساتھ کرنی چاہئے کہ نیک صالح اولاد ہو جو دین کی خدمت کرنے والی ہو اور اعمال صالحہ بجا لانے والی ہو۔ اس کے لئے سب سے ضروری بات والدین کے لئے یہ ہے کہ وہ خود بھی اولاد کے لئے دعا کریں اور اپنی حالت پر بھی غور کریں۔ بعض ایسے ہیں جب دعا کے لئے کہیں اور ان سے سوال کرو کہ کیا نمازوں کی طرف تمہاری توجہ ہوئی ہے، دعائیں کرتے ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح توجہ ہونی چاہئے اس طرح نہیں ہے۔ مَیں اس طرف بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ اولاد کی خواہش سے پہلے اور اگر اولاد ہے تو اس کی تربیت کے لئے اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ جب اولاد سے نوازے یا جو اولاد موجود ہے وہ نیکیوں پر قدم مارنے والی ہو اور قرۃ العین ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دعا حضرت زکریاؑ کے حوالے سے ہمیں سکھائی ہے کہ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ (آل عمران: 39) کہ اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔ ایسی پاک نسل عطا کر جو تیری رضا کی راہوں پر چلنے والی ہو۔ اور جب انسان یہ دعا کر رہا ہو تو خود اپنی حالت پہ بھی غور کر رہا ہوتا ہے کہ کیا میں ان سارے حکموں پر عمل کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں؟

پھر ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر ہے، فرمایا رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ (الصّٰفّٰت: 101) اے میرے رب مجھے صالحین میں سے وارث عطا کر، مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما۔ پس جو والدین اولاد کے خواہش مند ہوں انہیں نیک اولاد کی خواہش کرنی چاہئے اور پھر اولاد کی تربیت بھی اس کے مطابق ہو اور جیسا کہ میں نے کہا اولاد کی تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں۔ واقفین نو بچوں کے جو والدین ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے جس انعام سے نوازا تھا اس نے تو قربانی کا بھی اعلیٰ معیار قائم کر دیا۔ پس جو والدین اپنے بچوں کو وقف نو میں شامل کرتے ہیں انہیں خصوصاً اور دوسروں کو بھی، عام طور پر ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی ہو، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے والی ہو اور صالحین میں شمار ہو۔

اولاد کی اصلاح کے ضمن میں ایک اور قرآنی دعا اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ (الاحقاف: 16) کہ میرے بچوں کی بھی اصلاح فرما، کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے ...ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں“ ”بڑی سخت مصیبتیں آ جایا کرتی ہیں تو اولاد کے لئے بہت دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا ”تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍اکتوبر 2006ء)

MUBARAK MOSQUE

مسجد مبارک

رسول کریمؐ بحیثیت منصفِ اعظم

توصیف احمد
مربی سلسلہ ۔ بیلجیئم

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۹﴾

یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔ (سورۃ النساء 59)

قارئین، اس آیت پر غور کریں تو یہ بات بہ خوبی واضح ہو جاتی ہے کہ رسولوں کی آمد کا مقصد دنیا میں عدل و مساوات اور برابری قائم کرنا ہے۔ ظلم و زیادتی کو ختم کرنا ہے، دنیا سے ناانصافی کا خاتمہ کرنا اور تمام انسانوں کو حق اور انصاف کے تحت زندگی گزارنے کا طریقہ بتانا، ظلم و تشدد کے خاتمے کے لیے اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب کی حکمتوں کو نافذ کرنا ہے۔

اللہ تعالی تو یہ حکم دیتا ہے کہ عدل یعنی حقدار کو اس کا حق دینے سے بڑھ کر احسان اور زائد نیکی کرنے والے بنو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس نیکی کا درجہ حاصل کرو جو خونی رشتہ داروں سے کی جاتی ہے۔

رسول کریم ﷺ کی فطرت میں عدل و انصاف کا پاکیزہ جذبہ سمندر کی طرح موجزن تھا اور جب اس منصف مزاج وجود پر عدل وانصاف پر مبنی قرآن کی شریعت نازل ہوئی تو نُورٌ عَلٰی نُور کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔ قرآن شریف نے معاشرتی، معاشی اور مذہبی ہر پہلو سے اور ہر سطح پر قیام عدل کے ایسے اصول قائم فرمائے ہیں جن کے نتیجے میں بانئ اسلامؐ نے حقیقی بین الاقوامی عدل قائم کر کے دکھایا۔

آنحضرتؐ نبوت کے مقام پر فائز ہونے کے ساتھ ہی مسلمانوں کے واجب الاطاعت امام اور لیڈر بن گئے اس لحاظ سے مختلف فیصلوں کی اہم ذمہ داری بھی آپؐ پر عائد ہوتی تھی۔ قرآنی شریعت میں کامل عدل کی وہ جامع تعلیم آپؐ کو عطا کی گئی جس پر آئندہ عالمی امن کی عمارت تعمیر ہونے والی تھی۔ مگر الٰہی تقدیر کے مطابق اس کا آغاز سرزمین عرب سے کیا گیا۔ جہاں ہر قسم کی بے اعتدالی اور ظلم و تعدی دستور بن چکے تھے آپؐ ہی وہ منصف مزاج وجود ہیں جنھوں نے ظلم وستم سے بھرے اس جزیرے کو عدل و انصاف کا گہوارا بنا کر دنیا کو ایک نمونہ دیا۔ آپؐ نے آکر عورتوں کو بھی اس ظلم سے رہائی دلائی اور غلاموں کو ان کے حقوق دلائے۔ آپؐ کے ذریعہ یہ اعلان کروایا گیا کہ میں قیامِ عدل کی خاطر مامور کیا گیا ہوں۔

قارئین کرام حضورؐ کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن میں آپؐ کا اَنصاف و اعتدال کمال حد تک نظر آتا ہے۔ اسکی چند ایک مثالیں واقعات کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔

سورۃ نصر کے نزول کے بعد، جس میں حضورؐ کی وفات کی طرف اشارہ تھا۔ رسول کریمؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس کو سن کر سب لوگ روئے۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں تم سب کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کسی نے مجھ سے کوئی حق یا بدلہ لینا ہو تو قیامت سے پہلے آج یہیں لے سکتا ہے۔ ایک بوڑھا شخص عکاشہ نامی کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ اگر آپؐ بار بار اللہ کی قسم دے کر یہ نہ فرماتے کہ بدلہ لے لو تو میں ہرگز آگے نہ بڑھتا۔ میں فلاں غزوہ میں آپؐ کے ساتھ تھا۔ میری اونٹنی حضورؐ کی اونٹنی کے قریب آئی تو میں سواری سے اتر آیا تا کہ حضورؐ کے قدم چوم لوں۔ حضورؐ نے چھڑی اٹھا کر جو ماری تو میرے پہلو میں لگی۔ مجھے نہیں معلوم کہ حضورؐ نے ارادةً مجھے ماری تھی یا اونٹنی کو؟ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ کے جلال کی قسم !خدا کا رسول جان بوجھ کر تجھے نہیں مار سکتا،، پھر حضورؐ نے بلالؓ سے فرمایا کہ وہی چھڑی گھر سے لے کر آئیں۔

حضرت بلالؓ جا کر حضرت فاطمہؓ سے چھڑی لے آئے۔ رسول اللہؐ نے وہ چھڑی عکاشہؓ کو دی اور فرمایا کہ اپنا بدلہ لے لو۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عکاشہ سے کہا کہ آپ رسول اللہؐ کی بجائے ہم سے بدلہ لے لیں۔ ایسے اور بھی بہت سے صحابہ نے یہ کہا مگر ہمارے پیارے آقا محمدؐ نے سب کو منع فرما دیا۔ اور عکاشہ سے کہا کہ تم بدلہ لے لو۔ عکاشہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ جب آپ کی چھڑی مجھے لگی تو میرے بدن پر کپڑا نہ تھا۔ حضورؐ نے جسم سے کپڑا اٹھایا تو مسلمان دیوانہ وار رونے لگے۔ وہ دل میں کہتے تھے کہ کیا عکاشہؓ ہمارے آقا کو چھڑی مارے گا؟ عکاشہؓ نے حضورؐ کے جسم کو دیکھا تو لپک کر آگے بڑھا اور آپؐ کے بدن کو چومنے لگا اور ساتھ کہتا جاتا تھا۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ سے بدلہ لینے کو کس کا دل گوارہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: یا تو تمہیں بدلہ لینا ہو گا یا پھر معاف کرنا ہو گا۔ عکاشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے معاف کیا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا: جو آدمی جنت میں میرے ساتھی کو دیکھنا پسند کرے وہ اس بوڑھے کو دیکھ لے۔ پھر تو مسلمان عکاشہؓ کے ماتھے کو چومنے لگے اور اسے مبارکباد دے کر کہنے لگے کہ تم نے بہت بلند درجہ حاصل کر لیا۔ یہ تھا حضورؐ کا انصاف اور اعتدال جس کو دیکھ کر انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔

قارئین، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک فاطمہ نامی عورت نے کچھ زیور وغیرہ چرا لیا اسلامی تعلیم کے مطابق چوری کی سزا اس کے ہاتھ کاٹنا ہے وہ عورت چونکہ معزز قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اسی لئے اس کے خاندان کو فکر ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بہت پیارے اور عزیز ترین فرد حضرت اسامہ بن زیدؓ سے حضور کی خدمت میں سفارش کروائی کہ اس عورت کو معاف کر دیا جائے۔ اسامہؓ نے جب آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپؐ کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا کیا تم اللہ کے حکموں میں سے ایک حکم کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟ اسامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔ شام کو نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز انسان چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان

ہے اگر محمد کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ پھر رسول کریم ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔

ایک دفعہ کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ نے بھی ایک خادم گھریلو ضرورت کے لئے طلب کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں عطا کر کے غریب صحابہ کو محروم نہیں رکھ سکتا جو فاقوں سے بے حال ہیں اور جن کے ضروریات پوری کرنے کے لئے اور کوئی اخراجات نہیں ہیں۔ میں قیدی فروخت کر کے ان غریب صحابہ کی محتاجی کو دور کروں گا۔ چنانچہ اِس موقعہ پر ان غریب صحابہ کو حضرت فاطمہؓ جو آپ ﷺ کی صاحبزادی تھیں ترجیح دی۔ یہ آپؐ کی عدل کی ایک بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر دن ایسے واقعات سے بھرا پڑا ہے جن کو پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے اور دل سے یہ دعا نکلتی ہے

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار

پاک محمد مصطفیٰ ﷺ سب نبیوں کا سردار

قرآن و حدیث میں عدل و انصاف کے سینکڑوں پہلو بیان ہوئے ہیں جن میں سے رسول کریمؐ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے چند ایک پہلو جن میں آپکے منصفِ اعظم ہونے کی صفت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے پیش کرنے کی توفیق ملی ،خدا کرے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ہم خدا تعالیٰ کے احکامات پر بھی عمل کرتے ہوئے عدل و انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں اور اپنے تمام عہدوں کو بھی نبھانے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

موسیٰ کا طور

میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مردے ان کے خدا مردے اور خود وہ تمام پیرو مردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔ اے نادانو تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزا ہے۔ اور مردار کھانے میں کیا لذت۔ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ 61)

نور کے چشمے

میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے جو کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔۔۔ اور مجھے دکھلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تجھ کو ملا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 275)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قیام کی دھن

عارضی غیرت بھی دنیا میں بڑے بڑے کام کرا لیتی ہے جیسے بغداد کے برائے نام بادشاہ سے کرا دیا مگر یہ غیرت ایمان کی علامت نہیں۔ اگر ایمانی غیرت ہوتی تو اسلام کے دن اُسی وقت پھر جاتے مگر انہوں نے عورت کو چھڑایا اور پھر سو گئے۔ ایسی عارضی غیرت سے اسلام زندہ نہیں ہو سکتا۔

اسلام اُس غیرت سے زندہ ہوتا ہے جو کبھی مٹ نہ سکے۔ اس آگ سے زندہ ہو سکتا ہے جو کبھی سرد نہ ہو سکے جب تک کہ سارے جہاں کو جلا کر راکھ نہ کر دے۔ اُس زخمی دل سے ہو سکتا ہے جو کبھی اندمال نہ پائے، اُسے وہ دیوانہ زندہ کر سکتا ہے جس کی دیوانگی پر ہزار فرزانگیاں قربان کی جا سکیں۔ یہی دیوانگی پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ اور اسی روح کو آپ کی زندگی میں ہم نے مشاہدہ کیا۔ آپ کے اندر سوتے، جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے ہم نے دیکھا کہ ایک آگ تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا میں دوبارہ قائم کیا جا سکے۔

آج نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی۔ مگر ہمیں تو معلوم ہے کہ آپ کو کس طرح ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کی دھن لگی رہتی تھی۔

مجھے ایک بات یاد ہے جو گو اُس وقت تو مجھے بُری ہی لگی تھی مگر آج اس میں بھی ایک لذت محسوس کرتا ہوں۔ ہمارے بڑے بھائی میرزا سلطان احمد صاحب مرحوم ایک دفعہ باہر سے یہاں آئے۔ ابھی تک اُنہوں نے بیعت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ میں اُن سے ملنے گیا میرے بیٹھے بیٹھے ہی ڈاک آئی۔ اُس زمانہ میں توہینِ مذاہب کے قانون کا مسودہ تیار ہو رہا تھا۔ اس سے بات چل پڑی تو مرزا سلطان احمد صاحب کہنے لگے اچھا ہوا بڑے مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ (وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑے مرزا صاحب کہا کرتے تھے) ورنہ سب سے پہلے وہ جیل جاتے کیونکہ اُنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو برداشت نہیں کرنا تھا۔ اُس وقت تو یہ بات مجھے بُری لگی کیونکہ اس میں بے ادبی کا پہلو تھا مگر اس سے اُس محبت کا اظہار ضرور ہوتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ تو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کو دیکھا۔ آپ ایک آگ میں کھڑے تھے وہی آگ آپ نے ورثہ میں ہمیں دی ہے اور جس احمدی میں وہ آگ نہیں وہ آپ کا صحیح روحانی بیٹا نہیں۔

میں کہہ رہا تھا کہ ایک سال کا عرصہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی گئیں اور کہا گیا کہ فرعونی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا جائے گا۔ گالیاں تو آپکو ہمیشہ ہی دی جاتی ہیں مگر یہ آواز قادیان میں سخت گستاخی اور دل آزار طریق پر اُٹھائی گئی۔ ہمارے کانوں نے اسے سنا اور ہمارے دلوں کو اس نے زخمی کر دیا۔ اور جماعت میں ایک عام جوش اور اس کے نتیجہ میں کام کرنے کا ایک عام ولولہ پیدا ہو گیا مگر میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ زخم ابھی تک ہرا ہے یا مندمل ہو رہا ہے؟ جس کا زخم مندمل ہو رہا ہے وہ سمجھ لے کہ وہ اُس ایمان کو نہیں پا سکا جو کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ لیکن اگر آج بھی ہرا ہے، آج بھی تم قربانی کے لئے اُسی طرح تیار ہو، آج بھی اپنی گردن آستانہ الٰہی پر اُسی طرح کٹوانے پر آمادہ ہو تو سمجھو کہ تمہارے اندر ایمان موجود ہے۔

اچھی طرح یاد رکھو کہ ایمان جنون اور موت ایک ہی چیز ہے سوائے اس کے کہ دنیوی جنون میں عقل ماری جاتی ہے اور صحیح مذہبی جنون میں عقل تیز ہو جاتی ہے پس اپنے دلوں کو ٹٹولو اور دیکھو کہ تمہارے دل کی آگ کی وہ حالت تو نہیں جو لوہے کی ہوتی ہے۔ جب اُسے آگ میں ڈالا جاتا ہے، جب اُسے آگ سے نکالا جائے تو سرد ہو جاتا ہے۔ خدا کی محبت کی آگ ایسی نہیں کہ اس کے بغیر ایمان قائم رہ سکے۔ اس آگ میں مؤمن کا دل ہر وقت پگھلا رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کر کے بہت سی باتیں دور کر دی ہیں۔ اسی مقام قادیان میں گو حقیقتاً اس کی زمین میں نہیں ایک سال ہوا کہ احرار اصحاب فیل کی طرح آئے اور ان کے صدر نے اعلان کیا کہ فرعونی تخت اُلٹ دیا جائے گا لیکن تمہاری کوشش اور محنت کے بغیر۔ آج کہاں ہے وہ تخت جس پر بیٹھ کر جماعت کے متعلق یہ الفاظ کہے گئے تھے۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 654-655)

صلی اللہ علیہ وسلّم

پاکیزہ منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

حضرت سید ولد آدم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
سب نبیوں میں افضل و اکرم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
نام محمد ، کام مکرم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
ہادی کامل ، رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلّم
آپ کے جلوہ حُسن کے آگے، شرم سے نوروں والے بھاگے
مہر و ماہ نے توڑ دیا دم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
اک جلوے میں آناً فاناً بھر دیا عالم ، کردیئے روشن
اتر دکھن پورب پچھم صلی اللہ علیہ وسلّم

اول و آخر ، شارع و خاتم
صلی اللہ علیہ وسلّم

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دور نبوت کے افسانے
بند ہوئے عرفان کے چشمے ، فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے
آئے وہ ساقئ کوثر ، مست مئے عرفان ، پیمبر
پیر مُغان بادۂ اطہر ، کے نوشوں کی عید بنانے
گِھر آئیں گھنگھور گھٹائیں ، جھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
جھک گیا ابر رحمت باری ، آب حیات کو برسانے
کی سیراب بلندی پستی ، زندہ ہوگئی بستی بستی
بادہ کشوں پر چھا گئی مستی ، اک اک ظرف بھرا برکھا نے

اِک برسات کرم کی پیہم
صلی اللہ علیہ وسلّم

چارہ گروں کے غم کا چارہ ، دُکھیوں کا امدادی آیا
راہنما بے راہرووں کا ، راہبروں کا ہادی آیا
عارف کو عرفان سکھانے ، متقیوں کو راہ دکھانے
جس کے گیت زبور نے گائے ، وہ سردار مُنادی آیا

وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پر چھائے
وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی رِدا دی ، آیا
صدیوں کے مُردوں کا مُحی ،صَلّ عَلَیہِ کَیفَ یُحی
موت کے چنگل سے انسان کو دلوانے آزادی آیا

جس کی دعاہر زخم کا مرہم
صلی اللہ علیہ وسلّم

شیریں بول ، انفاس مطہر، نیک خصائل، پاک شمائل
حاملِ فرقان ، عالم و عامل ، علم وعمل دونوں میں کامل
جو اُس کی سرکار میں پہنچا، اُس کی یوں پلٹا دی کایا
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا ، ماں نے جنا تھا گویا کامل
اُس کے فیضِ نگاہ سے وحشی، بن گئے حلم سکھانے والے
مُعطی بن گئے شہرۂ عالم ، اُس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج ، ابنائے آدم کا معراج محمد
ایک ہی جست میں طے کرڈالے، وصلِ خدا کے ہفت مراحل

ربّ عظیم کا بندہ اعظم
صلی اللہ علیہ وسلّم

وہ احسان کا افسوں پھونکا، موہ لیا دل اپنے عدّو کا
کب دیکھا تھا پہلے کسی نے ، حُسن کا پیکر اس خُوبُو کا
نخوت کو ایثار میں بدلا، ہر نفرت کو پیار میں بدلا
عاشق جان نثار میں بدلا، پیاسا تھا جو خار لہو کا
اُس کا ظہور، ظہورِ خدا کا، دِکھلایا یوں نور خدا کا
بتکدہ ہائے لات و منات پہ طاری کردیا عالم ہُو کا
توڑدیا ظُلمات کا گھیرا ، دُور کیا ایک ایک اندھیرا
جَاءَ الحَقُّ وَزَھَقَ البَاطِل اِنَّ البَاطلَ کَانَ زَھُوقا

گاڑ دیا توحید کا پرچم
صلی اللہ علیہ وسلّم

حکایت

اس رؤیا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے مسئلہ سمجھایا ہے کہ دو انگلیوں جتنا فاصلہ رہ جانے سے اگر تانی خراب ہوجاتی ہے تو روزے میں تو پانچ منٹ کا فاصلہ کہہ رہے ہو۔ اس کے ہوتے ہوئے کس طرح روزہ قائم رہ سکتا ہے"۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جن کا سحری کے اوقات کے بارے میں اپنا ایک نظریہ تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی کس طرح رہنمائی فرمائی وہ بھی عجیب ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”ہماری جماعت میں ایک شخص ہؤا کرتے تھے جسے لوگ فلاسفر کہتے تھے۔ اب وہ فوت ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔ (فرماتے ہیں کہ) اسے بات بات میں لطیفے سوجھتے تھے جن میں سے بعض بڑے اچھے ہؤا کرتے تھے۔ فلاسفر اسے اسی لئے کہتے تھے کہ وہ ہر بات میں ایک نیا نکتہ نکال لیتا تھا۔

ایک دفعہ روزوں کا ذکر چل پڑا۔ کہنے لگا کہ انہوں نے (یعنی مولویوں نے یا فقہ کے ماہرین نے) یہ محض ایک ڈھونگ رچایا ہؤا ہے کہ سحری ذرا دیر سے کھاؤ تو روزہ نہیں ہوتا۔ بھلا جس نے بارہ گھنٹے فاقہ کیا اس نے پانچ منٹ بعد سحری کھالی تو کیا حرج ہؤا۔ مولوی جھٹ سے فتویٰ دیتے ہیں کہ اس کا روزہ ضائع ہو گیا۔ غرض اس نے اس پر خوب بحث کی۔ صبح وہ گھبرایا ہوا حضرت خلیفہ اوّل کے پاس آیا۔ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی بات ہے) مگر چونکہ حضرت خلیفہ اوّل ہی درس وغیرہ دیا کرتے تھے اس لئے آپ کی مجلس میں بھی لوگ کثرت سے آجایا کرتے تھے۔ آتے ہی کہنے لگا کہ آج رات تو مجھے بڑی ڈانٹ پڑی۔ آپ نے فرمایا کیا ہؤا؟ کہنے لگا کہ رات کو میں بحث کرتا رہا کہ مولویوں نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے کہ روزہ دار ذرا سحری دیر سے کھائے تو اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ میں کہتا تھا کہ جس شخص نے بارہ گھنٹے یا چودہ گھنٹے فاقہ کیا ہو وہ اگر پانچ منٹ دیر سے سحری کھاتا ہے تو کیا حرج ہے۔ اس بحث کے بعد میں سو گیا تو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہم نے تانی لگائی ہوئی ہے۔ فلاسفر جولاہا تھا۔ اس لئے خواب میں بھی اسے اپنے پیشہ کے مطابق یاد آئی۔ رسّی، دھاگہ جو کپڑا بنانے کے لئے کھینچتے ہیں کو کہتے ہیں) دونوں طرف میں نے کلّے گاڑ دیئے اور تانی کو پہلے ایک کلّے سے باندھا اور پھر میں اسے دوسرے کلّے سے باندھنے کے لئے لے چلا۔ جب کلّے کے قریب پہنچا تو دو انگلی ورے سے تانی ختم ہو گئی۔ میں بار بار کھینچتا کہ کسی طرح اسے کلّے سے باندھ لوں مگر کامیاب نہ ہو سکا اور میں نے سمجھا کہ میرا سارا سوت مٹی میں گر کر تباہ ہو گیا۔ چنانچہ میں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ میری مدد کے لئے آؤ۔ دو انگلیوں کی خاطر میری تانی چلی۔ (وہ دھاگہ جو تھا خراب ہو رہا ہے۔) اور یہی شور مچاتے مچاتے میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں جاگا تو میں سمجھا کہ اس رؤیا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے مسئلہ سمجھایا ہے کہ دو انگلیوں جتنا فاصلہ رہ جانے سے اگر تانی خراب ہوجاتی ہے تو روزے میں تو پانچ منٹ کا فاصلہ کہہ رہے ہو۔ اس کے ہوتے ہوئے کس طرح روزہ قائم رہ سکتا ہے“۔

(تعلق باللہ۔ انوار العلوم جلد 23 صفحہ 177-178)

گلدستہ روایات خلفائے راشدین

ذیشان محمود
مربی سلسلہ ۔ سیرالیون

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات جمعہ میں خلفائے راشدین کے اوصاف بیان فرمائے ۔ ان میں سے ایک گلدستہ پیشِ خدمت ہے۔

*۔۔۔ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا کہ اے لوگو! لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین آپؓ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جہاں تک میری بات ہے میرے ساتھ جس نے مبارزت کی، میں نے اس سے انصاف کیا یعنی اسے مار گرایا مگر سب سے بہادر ابوبکرؓ ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدر کے دن خیمہ لگایا۔ پھر ہم نے کہا کہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کوئی نہ گیا مگر حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو گئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ حضرت ابوبکرؓ سے مقابلہ کرے گا۔ پس وہ سب سے بہادر شخص ہیں۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کی بات ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے آپؐ کو پکڑا ہوا ہے۔ کوئی آپؐ پر غصہ اتارتا۔ کوئی آپؐ کو تنگ کرتا اور وہ لوگ کہتے کہ تم نے تمام

معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ اللہ کی قسم! جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آتا حضرت ابوبکرؓ کسی کو مار کر بھگاتے۔ کسی کو برا بھلا کہہ کر دور کرتے اور کہتے تمہاری ہلاکت ہو، اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ (المومن: 29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پس حضرت علیؓ نے اپنی چادر ہٹائی اور اس قدر روئے کہ آپؓ کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آلِ فرعون کا مومن بہتر تھا یا حضرت ابوبکرؓ۔ غالباً حضرت علیؓ نے آل فرعون کے مومن کا ذکر اس لیے کیا کہ قرآن کریم میں یہ آیت آلِ فرعون کے اس شخص کی طرف منسوب ہے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور فرعون کے دربار میں یہ کہہ رہا تھا کہ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ اس پر لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مومن کی زمین بھر کی نیکیوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ شخص اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور یہ شخص یعنی حضرت ابوبکرؓ اپنے ایمان کا اعلان کرتا تھا۔

(خطبہ جمعہ 10 / دسمبر 2021ء)

*۔۔۔ زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہتے تھے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بازار گیا۔ حضرت عمرؓ سے ایک جوان عورت پیچھے سے آملی اور کہنے لگی اے امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہو گیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے۔ اللہ کی قسم! بکری کے پائے بھی انہیں نصیب نہیں۔ نہ ان کی کوئی کھیتی ہے اور نہ دودھیل جانور یعنی دودھ دینے والے جانور اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کو قحط سالی نہ کھا جائے اور میں خُفَاف بن اِیْمَاء غِفاری کی بیٹی ہوں اور میرے والد حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر ٹھہر گئے اور آگے نہیں چلے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واہ واہ! بہت نزدیک کا تعلق ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے واپس جا کر ایک مضبوط اونٹ لیا جو گھر میں بندھا تھا اور دو بوریاں اناج سے بھریں اور ان پر لادیں اور ان کے درمیان سال بھر کے خرچ کے لیے مال اور کپڑے بھی رکھے۔ پھر اس اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں دے دی اور کہا اسے لے جاؤ۔ یہ ختم نہیں ہو گا کہ اللہ تمہیں اَور دے گا۔ ایک شخص کہنے لگا کہ امیر المومنین! آپؓ نے اس کو بہت دے دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تیری ماں تجھے کھوئے یعنی ناراضگی کا اظہار کیا کہ اللہ کی قسم! میں تو اس کے باپ اور اس کے بھائی کو اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے عرصے تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا جسے انہوں نے آخر فتح کر لیا۔ پھر اس کے بعد صبح کے وقت ہم ان دونوں کے حصے اپنے درمیان تقسیم کرنے لگے یعنی وہ قلعہ ان دونوں نے فتح کیا تھا جس کی غنیمت کُل مسلمانوں کو ملی۔ گویا ہم نے ان کے حصہ میں سے بانٹا۔

پس یہ وجہ ہے کہ یہ اس کی حق دار بنتی ہے کہ اسے کچھ دیا جائے۔

(خطبہ جمعہ 19 / نومبر 2021ء)

*۔۔۔ حضرت عائشہؓ آپؓ کی حیا کے بارے میں روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اپنی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹائے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت مانگی تو آپؐ نے اسی حالت میں انہیں اجازت دی۔ پھر آپؐ باتیں کرنے لگے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو آپؐ نے اسی حالت میں انہیں بھی اجازت دے دی۔ پھر بھی آپؐ باتیں کرتے رہے۔ پھر جب حضرت عثمانؓ نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو ٹھیک کیا۔ محمد جو راوی ہیں کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سب ایک دن میں ہوا۔ مختلف وقتوں کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ آئے باتیں کیں اور جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ آئے لیکن ان کے لیے آپؐ نے کوئی خاص خیال نہ کیا۔ پھر عمرؓ آئے تو ان کے لیے بھی آپؐ نے کوئی خاص خیال نہ کیا۔ لیکن جب عثمانؓ اندر آئے تو آپؐ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے ٹھیک کرنے لگے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا لحاظ نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں! ایک دوسری جگہ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ جب حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ صرف حضرت عثمانؓ کے لیے آپؐ نے یہ ایسا خاص اہتمام کیوں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! یقیناً فرشتے عثمانؓ سے اسی طرح حیا کرتے ہیں جیسے وہ فرشتے اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں۔ اگر عثمانؓ اندر آتے اور تُو میرے قریب ہی ہوتی تو ان میں اتنی حیا ہے کہ وہ واپس جانے تک نہ ہی اپنا سر اوپر اٹھاتے یعنی نظر اوپر بھی نہ اٹھاتے اور نہ ہی کوئی بات کرتے۔

(خطبہ جمعہ 2 / اپریل 2021ء)

*۔۔۔ حضرت علی بن ابو طالبؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب وہ چاہے کہ ہمیں اٹھائے تو ہمیں اٹھاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ نماز سے مراد تہجد تھی یعنی کہ نماز تہجد اگر نہیں پڑھتے، تہجد کے وقت اگر ہماری آنکھ نہیں کھلتی تو یہ اللہ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ہمیں اٹھا دے اور جب اٹھا دیتا ہے تو ہم پڑھ لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بحث نہیں کی اور واپس تشریف لے گئے۔ پھر میں نے آپؐ کو سنا جبکہ آپؐ واپس جا رہے تھے۔ آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرما رہے تھے کہ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا کہ انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ 4 / دسمبر 2020ء)

گلدستہ روایات خلفائے احمدیت

ذیشان محمود

مربی سلسلہ ۔سیرالیون

خلفاء حضرت مسیح موعود کی پاکیزہ سیرت کے چند واقعات پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں موجود اسباق کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

*۔۔۔حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ نے پنڈ دادنخان کے سکول میں چار برس ہیڈ ماسٹر کام کیا ہے اس ملازمت کے دوران ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا جو آپ کے الفاظ میں یوں ہے۔

”ایک مرتبہ وہاں پر انسپکٹر مدارس آگئے میں اس وقت کھانا کھا رہا تھا میں نے ان کو کہا کہ آپ بھی آجائیں تو انہوں نے بجائے اس کے کہ میرے ساتھ کھانا کھاتے مجھے فرمایا کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں ۔ میں انسپکٹر مدارس ہوں اور میرا نام خدا بخش ہے میں نے کہا اچھا آپ بہت نیک آدمی ہیں مدرسوں کے ہاں کھانا نہیں کھاتے یہ بات تو بہتر ہے یہ کہہ کر میں نے بڑے مزے سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا اور وہ بیچارہ اپنا گھوڑا پکڑے ہوئے اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ شائد

اب یہ کسی لڑکے کو میرا گھوڑا پکڑنے کے لئے بھیجیے۔ جب میں نے کوئی لڑکا نہ بھیجا تو اس نے خود مجھ سے کہا کہ کسی لڑکے کو تو بھیج دیجیے جو میرا گھوڑا پکڑ لے میں نے کہا کہ جناب! آپ مدرسوں کے گھر کا کھانا تو کھاتے نہیں۔ کیونکہ آپ اس کو رشوت سمجھتے ہیں۔ تو پھر ہم لڑکے کو گھوڑا پکڑنے کے لئے کیسے کہہ دیں۔ کیونکہ وہ تو یہاں صرف پڑھنے ہی آتے ہیں۔ گھوڑے پکڑنے کے لئے تو نہیں آتے پھر اگر کسی لڑکے کو گھوڑا پکڑنے کے لئے کہہ دیا جائے تو آپ یہ بھی کہیں گے کہ اس کو کہیں باندھ بھی دو اور گھاس بھی ڈالا جائے تو جب آپ مدرسوں کے کھانے کو رشوت سمجھتے ہیں تو ہم آپ کے گھوڑے کو گھاس کیسے دیں۔ اس کا گھوڑا بڑا شور کرتا تھا اتنی دیر میں اس کا ملازم بھی آگیا انہوں نے گھوڑے کو باندھا اور جلدی روٹی وغیرہ تیار کی اس نے کہا میں امتحان لوں گا۔ میں لڑکوں کو امتحان دینے کے لئے تیار کر کے علیحدہ جا بیٹھا۔ وہ خود ہی امتحان لیتا رہا۔ بعد میں مجھے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے آپ بڑے لائق ہیں اور بڑی لیاقت سے آپ نے نارمل وغیرہ پاس کر کے بہت عمدہ اسناد حاصل کیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی باعث آپ کو اس قدر ناز ہے۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کے کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے۔ اور ایک شخص کو کہا کہ بھائی اس بت کو ذرا نکال کر تو لاؤ پھر اس کے سامنے ہی منگا کر اس کو پھاڑ ڈالا اور دکھلا دیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں مانتے۔

اس شخص کو میری اس طرح اپنی اسناد کو پھاڑ ڈالنے کا رنج بھی ہوا جس کا اس نے نہایت تاسف سے اظہار کیا اور کہنے لگا کہ آپ کے نقصان کا باعث میں ہوا ہوں۔ نہ میں یہ بات کہتا اور نہ آپ کا یہ نقصان ہوتا۔ لیکن حقیقت میں جب سے میں نے ڈپلومہ کو پھاڑا تب سے میرے پاس اس قدر روپیہ آتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں میں نے لاکھوں کمایا۔

(حیات نور صفحہ 14-15)

*۔۔۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اندازِ تربیت کا ایک اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا کہ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد اقصیٰ جا رہا تھا کہ محمد بخش صاحب نے واپس آتے ہوئے بتایا کہ آج بہت لوگ آئے ہیں اس لئے مسجد میں جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے بھی واپس آکر گھر میں ہی نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب جو ناسازئ طبع کے باعث مسجد نہیں جا سکے تھے، نے مجھ سے پوچھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ آپ کے پوچھنے میں سختی تھی اور چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے باادب عرض کیا کہ میں جا رہا تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آگیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے لیکن نمازِ جمعہ کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب طبیعت کا حال پوچھنے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے دریافت فرمائی وہ یہ تھی کہ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا: ہاں حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ اس واقعہ کا آج تک میرے قلب پر ایک گہرا اثر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا۔

(الازہار لذوات الخمار از: حضرت سیدہ مریم صدیقہ ص 167،168)

*۔۔۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔ صبح اٹھتے ہی سلام کرنے کی عادت اماں جان نے ڈالی تھی۔ سکول جانے لگا تو فرمایا کہ سکول سے سیدھے گھر آنا ہے۔ سکول سے آتے ہی سلام کرنا اور ہاتھ منہ دھلوانا آپ کا پہلا کام ہوتا۔ نماز کا وقت ہوتا تو وضو کروا کر نماز کے لئے بھیج دیتیں۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھلواتیں اونچی آواز میں بسم اللہ پڑھتیں ساتھ میں بھی پڑھتا۔ شام کو عصر کے بعد کھیلنے کے لئے بھیج دیتیں لیکن یہ حکم تھا کہ مغرب کی اذان کے ساتھ گھر آجاؤ اور پھر مغرب کے بعد کہیں بھی جانے کی اجازت نہ ہوتی بڑے ہو کر کوئی ضروری جماعتی کام ہوتا تو نکل سکتا تھا ورنہ کسی اپنے کے گھر جانے کی اجازت نہ تھی۔

(تشحیذ الاذہان ستمبر 2002ء۔ ص23)

*۔۔۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا: جب بھی کوئی مشکل درپیش ہو تو آپ خدا کے حضور دعا میں لگ جائیں۔ اگر آپ دعا کرنے کو اپنی عادت بنالیں تو ہر مشکل کے وقت آپ کو حیران کن طور پر خدا کی مدد ملے گی اور یہ وہ بات ہے جو میری ساری عمر کا تجربہ ہے۔ اب جبکہ میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا ہوں تو میں یہ بتاتا ہوں کہ جب بھی ضرورت پڑی اور میں نے خدا کے حضور دعا کی تو میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔ ہمیشہ اللہ نے میری دعا قبول کی۔

(روزنامہ الفضل 15 اگست 1999ء)
(بحوالہ خالد سیدنا طاہر نمبر صفحہ 140 مارچ اپریل 2004ء)

*۔۔۔ ایک سوال ہوا کہ حضور آپ گھانا میں قیام کے وقت کا کوئی دلچسپ واقعہ سنا سکتے ہیں؟ تو فرمایا: واقعات کچھ سنائے بھی ہیں اور اب چالیس سال پہلے کی

میں نے یہ سن کرکہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کے کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے اور ایک شخص کو کہا کہ بھائی اس بت کو ذرا نکال کر تو لاؤ

بات کہاں یاد ہوگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا دورہ گھانا میری وہاں موجودگی کے وقت ہوا تھا تو حضور کے طعام اور مہمان نوازی کا انتظام میرے اور میری بیگم کے سپرد تھا۔ ہم حضور کے ساتھ ساتھ رہے اور اس وقت کو بہت انجوائے کیا۔ ایک دفعہ اکرا میں بہت سے لوگ حضور سے ملنے کے لیے جمع تھے۔ حضور ان سے ملنے کے لیے باہر تشریف لائے تو بارش شروع ہو گئی مگر حضور کھڑے رہے۔ چھتری تھی لیکن بارش بہت تیز تھی حضور کی اچکن اور کپڑے وغیرہ سب بھیگ گئے لیکن ملاقات کرنے والے اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں۔ اسی ضمن میں حضور نے ان سب حاضرین کے صبر کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ایسا ہی واقعہ میرے ساتھ بھی ہوا جب میں 2005ء میں تنزانیہ گیا تو وہاں بھی بارش شروع ہو گئی اور کینوپی پر پانی کھڑا ہو گیا۔ بعد میں ایک جھٹکے سے وہ سارا پانی کینوپی کے اندر موجود عورتوں پر گرا لیکن کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا، کمال کا صبر تھا جس کا انہوں نے نمونہ دکھایا۔ اسی طرح ڈسپلن ہے اس کو بھی قائم کرنا چاہیے اور افریقہ والے یہ کر بھی سکتے ہیں علاوہ دین کے ڈسپلن بھی سیکھیں اور جا کر اپنی قوم کو بھی سکھائیں ویسے آپ میں یہ خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ہے اس کو Organise کر لیں تو دنیا کی رہنمائی کر سکتے ہیں اور افریقہ نے ایک دن دنیا کا رہنما بننا ہے۔

((آن لائن) ملاقات جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 11 دسمبر 2020ء)

اسوۂ صحابہ رسول اللہ ﷺ

شہریار اکبر
مربی سلسلہ۔بیلجیئم

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے وہ سچا تعلق اور عشق خدا تعالیٰ سے پیدا کر لیا تھا کہ سوال ہی نہیں تھا کہ وہ کسی طرح بھی خدا تعالیٰ سے غافل ہوں یا کسی بھی قربانی سے وہ دریغ کرنے والے ہوں۔ صحابہ کی بہت سی مثالیں ہیں۔

حضرت خَبّاب بن الارت کے بارے میں آتا ہے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف اور خشیت تھی کہ انہوں نے اپنا کفن دیکھنے کے لئے منگوایا اور دیکھا تو وہ ایک عمدہ کپڑے کا کفن تھا۔ اپنے عزیزوں سے کہا کہ اتنا عمدہ کفن مجھے دو گے؟ اور رو پڑے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کو ایک چادر کفن کے لئے میسر ہوئی تھی اور وہ بھی اتنی چھوٹی کہ پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر پاؤں کو گھاس سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر انتہائی خشیت سے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دینار یا درہم کا بھی میں مالک نہیں تھا اور آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وجہ سے، ان قربانیوں کو قبول کرنے کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت دی ہے کہ میرے گھر کے کونے میں جو صندوق پڑا ہے اس میں ہی چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اعمال کی جزا اس دنیا میں ہی نہ دے دی ہو اور کہیں آخری زندگی میں جو اجر ہے، اخروی زندگی کے جو اجر ہیں ان سے میں کہیں محروم نہ کر دیا جاؤں۔

ان کی آخری بیماری میں جب صحابہ ان کی عیادت کے لئے گئے اور انہیں یہ تسلی دی کہ لگتا ہے آپ بھی اپنے بزرگ صحابہ سے ملنے والے ہیں تو رو پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ کہنے لگے کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں موت کے ڈر سے رویا ہوں بلکہ اس لئے رویا ہوں کہ جن صحابہ کا تم نے مجھے بھائی کہا ہے ان کا مقام بہت بلند تھا۔ پتا نہیں میں ان کا بھائی ہونے کا اہل بھی ہوں یا نہیں۔

کہنے لگے وہ لوگ جو ہم سے پہلے گزر گئے انہوں نے دنیاوی مال و متاع جس سے ہم فیض اٹھا رہے ہیں اس سے فیض نہیں اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ کا یہ مقام تھا کہ اپنے آپ کو انتہائی کمزور سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف تھا، فکر تھی کہ مرنے کے بعد خدا تعالیٰ راضی بھی ہوتا ہے کہ نہیں اور یہی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 89-88 خباب بن الارتؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر معاذ بن جبل ایک صحابی تھے ان کے بارے میں آتا ہے کہ تہجد ادا کرنے والے اور لمبی عبادت کرنے والے تھے۔ ان کی تہجد کی نماز کا ان کے قریبیوں نے یوں نقشہ کھینچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے کہ اے میرے مولیٰ اس وقت سب سوئے ہوئے ہیں۔ آنکھیں سوئی ہوئی ہیں۔ اے اللہ تُو حیّ و قیّوم ہے میں تجھ سے جنت کا طلب گار ہوں مگر اس میں کچھ سُست رَو ہوں۔ یعنی عمل کرنے میں میں سست ہوں۔ اور آگ سے دور بھاگنے میں کمزور اور ناتواں ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ جہنم کی آگ بھی ہے اور اس کے لئے نیکیاں کرنی پڑتی ہیں لیکن اس سے بچنے کے لئے میں بہت کمزور ہوں۔ اے اللہ تُو مجھے اپنے پاس سے ہدایت عطا کر دے اور وہ ہدایت دے جو مجھے قیامت کے دن بھی نصیب ہو جس دن تُو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت خرچ کیا کرتے تھے اور خرچ کرنے کی وجہ سے ان پر قرض بھی چڑھ جاتا تھا۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 402 معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت سعیدؓ کے غنیٰ اور خوفِ خدا کے معیار کے بارے میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ ان کی ایک جاگیر پر گزر بسر تھی۔ زمین تھی۔ کچھ رقبہ تھا اسی پہ گزارہ ہوتا تھا۔ ایک عورت کا رقبہ بھی آپ کے ساتھ ملتا تھا۔ اس عورت نے ان کی زمین پر ملکیت کا دعویٰ کر دیا کہ آپ نے اس میں سے میرا کچھ رقبہ دبایا ہوا ہے۔ حضرت سعید نے کہا کوئی مقدمہ لڑنے کی ضرورت نہیں اور اپنی اس پوری زمین سے ہی دستبردار ہو گئے۔ رقبہ اس عورت کو دے دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص ناحق کسی کی زمین ایک بالشت بھی لیتا ہے اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ تو میں یہ الزام اپنے اوپر نہیں لینا چاہتا اور لڑنا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن دنیا یہ بھی نہ کہے کہ کسی کی زمین پر قبضہ کیا ہے۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ آپ نے ایک عورت کی زمین پر قبضہ کیا ہے اور اب یہ پتا لگ گیا ہے تو زمین واپس دے رہے ہیں آپ بہت زیادہ دعا گو تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو اس بات سے، اس الزام سے بری کرنے کے لئے آپ نے اس عورت کے لئے یہ دعا کی کہ اگر یہ مظلوم نہیں ہے اور یہ ظالم عورت ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پکڑے اور اس کا بد انجام ہو۔ چنانچہ کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ عورت اندھی ہو کر ہلاک ہوئی اور عبرت کا نشان بنی۔

(صحیح مسلم کتاب الفرائض باب تحریم الظلم ... الخ حدیث 4134)

قرآن کی خوبیاں

مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودہویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔

(برکات الدعا، صفحہ 34)

اسوۂ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ

شہر یار اکبر
مربی سلسلہ۔ بیلجیئم

حضرت ولی داد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راجپوت قوم کے تھے۔ ملک خان صاحب کے بیٹے ساکن مراڑا تحصیل نارووال، کہتے ہیں کہ ”مَیں نے دسمبر 1907ء میں جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی اور تاریخ جلسہ سے ایک دن پہلے رات کو قادیان پہنچا تھا۔ صبح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے گھر سے باہر تشریف لانا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ مسجد مبارک کے پاس بہت بڑا ہجوم ہے۔ آدمی ایک دوسرے پر گِر رہے تھے۔ مَیں چونکہ نووارد تھا، مَیں دوسری گلی پر کھڑا ہو کر دعا مانگ رہا تھا کہ اے مولا کریم! اگر حضور اس گلی سے تشریف لے آویں تو سب سے پہلے مَیں مصافحہ کر لوں۔ اُسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مع حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اسی راستے سے تشریف لے آئے ہیں“۔ کہتے ہیں کہ ”یکلخت مجھے ایسا معلوم ہوا جس طرح سورج بادل سے نکلتا ہے اور روشنی ہو جاتی ہے۔ مَیں نے دوڑ کر سب سے پہلے مصافحہ کیا۔

حضور آریہ بازار کے راستے باہر تشریف لے گئے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب کے باغ کا جو شمالی کنارہ ہے وہاں سے حضور واپس مڑے۔ غالباً مسجد نور یا مدرسہ احمدیہ کی مغربی حد ہے، وہاں حضور بیٹھ گئے صحابہ کرام ارد گرد جمع تھے اور میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی نے کچھ نظمیں اپنی بنائی ہوئیں سنائیں"۔ حضور آریہ بازار کے راستے باہر تشریف لے گئے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 84 روایت حضرت ولی داد خان صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت سیٹھ عبدالرحمن مدراسی کے اخلاص اور قربانی کا ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں احمدی ہوئے۔ ان میں بڑا اخلاص تھا اور خوب تبلیغ کرنے والے تھے۔ ان کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے درد سے سنایا کرتے تھے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے بھی جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو ان کے لئے دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ابتدا میں ان کی مالی حالت بڑی اچھی تھی اور اس وقت وہ دین کے لئے بڑی قربانی کرتے تھے۔ تین سو، چار سو، پانچ سو روپے تک ماہوار چندہ بھیجتے تھے۔ خدائی قدرت وہ بعض کام غلط کر بیٹھے (یعنی تجارتی لحاظ سے انہوں نے غلط کام کئے۔ اور جو فیصلے تھے وہ غلط کئے) اور اس وجہ سے ان کی تجارت بالکل تباہ ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام انہیں کے متعلق ہوا تھا کہ

قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

جب یہ الہام ہوا تو پہلے مصرعہ کی طرف ہی خیال گیا اور "قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے" سے یہ سمجھا گیا کہ سیٹھ صاحب کا کاروبار پھر درست ہو جائے گا اور دوسرے مصرعہ 'بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے"، کی طرف (کسی کا) ذہن نہ گیا کہ پہلے کام بنے گا اور پھر بگڑ بھی جائے گا۔ بلکہ اسے ایک عام اصول سمجھا گیا۔ سیٹھ صاحب کے کاروبار کو دھکا لگنے کے بعد دو تین سال حالت اچھی ہو گئی۔ (جب یہ الہام ہوا اس کے بعد کاروبار پھر چمک اٹھا۔ حالت اچھی ہو گئی) مگر پھر (دوبارہ) خراب ہو گئی اور یہاں تک حالت پہنچ گئی کہ بعض اوقات کھانے پینے کے لئے بھی ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عجیب محبت کے رنگ میں ان کا ذکر کیا۔ فرمایا سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا صاحب کا اخلاص کتنا بڑھا ہوا تھا۔ پانچ سو روپے کی رقم تھی جو انہوں نے اس موقع پر بھیجی تھی۔ (کوئی رقم آئی تھی اس کو دیکھ کر ذکر ہوا تھا) کسی دوست نے ان کی مشکلات کو دیکھ کر دو تین ہزار روپیہ انہیں دیا کہ کوئی تجارتی کام شروع کر دیں یا برتنوں کی دکان کھولیں۔ اس میں سے پانچ سو روپیہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھجوا دیا اور لکھا کہ مدت سے میں چندہ نہیں بھیج سکا۔ اب میری غیرت نے برداشت نہ کیا کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھے ایک رقم بھجوائی ہے تو میں اس میں سے دین کے لئے کچھ نہ دوں۔ غرض خدمت دین کے لئے ان کا اخلاص بہت بڑھا ہوا تھا۔"

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 542)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ "جب حضرت سیٹھ عبدالرحمن مدراسی کی مالی حالت بہت خراب ہو گئی جیسا کہ ذکر ہوا کہ بعض دفعہ کھانے کے پیسے نہیں ہوتے تھے اور بعض دوست ان کی مدد کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک غیر احمدی کا منی آرڈر آیا جس نے لکھا تھا کہ سیٹھ عبدالرحمن میرے بڑے دوست تھے مجھے ان پر بہت حسن ظنی ہے اور ان کو بزرگ سمجھتا ہوں اور ان کا عقیدت مند ہوں۔ (یہ غیر احمدی لکھتے ہیں کہ) ایک روز میں نے ان کو بہت افسردہ دیکھا (سیٹھ صاحب کو) اور اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ جب میرے پاس روپیہ تھا تو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دین کے لئے بھیجا کرتا تھا مگر اب نہیں بھیج سکتا۔ (یہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ) ان کی اس بات کا میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا اور میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کو دو یا تین سو روپیہ ماہوار بھیجا کروں گا۔ چنانچہ اس غیر احمدی نے آپ کو روپیہ بھیجنا شروع کر دیا۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) ایک دفعہ سیٹھ صاحب کی طرف سے ایک منی آرڈر آیا جو شاید تین یا چار سو کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ منی آرڈر سیٹھ صاحب کا ہے ان کی مالی حالت تو بڑی خطرناک ہے۔ (پھر کس طرح بھیج دیا ہے؟) بعد میں ان کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ مجھ پر کچھ قرض ہو گیا تھا جسے اتارنے کے لئے میں نے اپنے دوست سے کچھ روپیہ لیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کچھ آپ کو بھی بھیج دوں۔ چنانچہ کچھ تو قرض اتار دیا اور کچھ آپ کو بھیج رہا ہوں"۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 23 صفحہ 402)

حضرت مستری اللہ دتہ ولد صدر دین صاحب رضی اللہ عنہ سکنہ بھانبڑی ضلع گورداسپور کہتے ہیں کہ 1894ء میں انہوں نے بیعت کی تھی اور 1894ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ "میرے استاد کا نام مہر اللہ تھا۔ میں نے اُن سے قرآن شریف سادہ پڑھا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ امام مہدی ظاہر ہونے والا ہے اس کی بیعت کر لینا۔ جب خبر سنائی دی کہ قادیان میں حضرت امام مہدی ظاہر ہو گئے تو میں نے اپنے استاد مہر اللہ صاحب کے کہنے پر بیعت کر لی۔ میں نے اور میرے بھائی رحمت اللہ صاحب نے قادیان میں آ کر بیعت دستی کر لی تھی۔ اور بھانبڑی سے ہمیشہ جمعہ قادیان میں آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہم پڑھا کرتے تھے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے دوست اگر تمہارے پاس آیا کریں تو ان کی خاطر تواضع کیا کرو۔ ماسٹر عبدالرحمان صاحب بی اے بھانبڑی بھی ہمارے پاس جایا کرتے تھے اور مفتی فضل الرحمان صاحب بھی کبھی کبھی جایا کرتے تھے"۔ کہتے ہیں کہ "میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانی اکثر دفعہ سنا ہے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا سلسلہ سچا ہے۔ اس کو انشاء اللہ زوال نہ ہو گا۔ جھوٹ تھوڑے دن رہتا ہے اور سچ سدا رہتا ہے۔ کچھ زمیندار مہمان قادیان میں آ گئے تھے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اس وقت صبح آٹھ بجے کا وقت ہو گا۔ حضرت صاحب نے باورچی سے پوچھا۔ کچھ کھانا ان کو کھلایا جائے۔ باورچی نے کہا کہ حضور رات کی بچی ہوئی باسی روٹیاں ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں ہے لے آؤ۔ چنانچہ باسی روٹیاں لائی گئیں۔ حضور نے بھی کھائیں اور سب مہمانوں نے بھی کھالیں۔ غالباً وہ مہمان قادیان سے واپس اپنے گاؤں اٹھوال کو جانے والے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ باسی کھا لینا سنت ہے"۔

(رجسٹر روایت صحابہ نمبر 4 صفحہ 106 روایت حضرت مستری اللہ دتہ صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

قبولیتِ دعا برکاتِ خلافت کی روشنی میں

اسی وقت حضور انور سے ملاقات ہوگئی اور ساری صورت حال بتا کر جب دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے ہاتھ اٹھائے اور یہ الفاظ فرمائے کہ آئیں! دعا کر لیتے ہیں۔

خاکسار کی چار بیٹیاں ہیں۔ 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے وقف نو تحریک کا اعلان فرمایا تھا۔ 1991ء میں خاکسار کی اہلیہ امید سے ہوئیں ۔ ابھی ایک ماہ گزرا تھا تو خاکسار نے حضور رحمہ اللہ کو دعائیہ خط لکھا کہ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو نرینہ اولاد سے نوازے تو میں وقف نو تحریک میں شامل کرنا چاہوں گا ۔نیز حضور سے بچے کا نام تجویز کرنے کی بھی درخواست کی تو حضرت صاحب کا واپسی جواب موصول ہوا جس میں دعا کرنے کے ذکر کے ساتھ حضور نے نام بھی تجویز کیے کہ لڑکا ہوا تو محمد عاصم نام رکھنا اگر لڑکی ہوئی تو عاصمہ نام رکھنا۔ جب خط کھول کر پڑھا تو پڑھتے ہی میں نے سب اہل خانہ کو بتایا کہ بفضل تعالیٰ بیٹا ہی ہو گا سب پوچھنے لگے کہ حضور نے ایسا ہی لکھا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ حضور نے لڑکی کا نام عاصمہ تجویز فرمایا ہے اور لڑکے کا نام محمد عاصم تجویز فرمایا ہے جب کہ میری ایک بیٹی کا نام پہلے ہی عاصمہ ہے۔ اس لیے یہ نام تو دوبارہ نہیں رکھ سکتے اس لیے اب ان شاء اللہ تعالیٰ بیٹا ہی ہو گا جس کا نام محمد عاصم رکھیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹے سے نوازا اور ہم نے بیٹے کا نام محمد عاصم رکھا جو واقف نو ہے اور اس وقت سویڈن میں جاب کر رہا ہے۔

جولائی 2007ء میں خاکسار کو گھر میں ہارٹ اٹیک ہوا جس کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ گھر والے مجھے لاہور کارڈیالوجی ہسپتال لے گئے۔ میری اہلیہ میرے ساتھ تھیں ۔ وہ بتاتی ہیں کہ مجھے چار لڑکوں نے پکڑا ہوا تھا پھر بھی بیڈ سے اچھل اچھل کر گرتے تھے۔ ڈاکٹرز اپنی کوشش میں مصروف عمل تھے۔ کافی دیر اور کافی کوشش کے بعد ڈاکٹروں نے مجھے جواب دے دیا کہ ہمارے جو اختیار میں تھا وہ ہم نے کر لیا ہے اب دعا کریں کہ یہ بچ جائیں۔ تب میری اہلیہ بتاتی ہیں کہ میں نے فوری لندن میں مقیم اپنے دیور مبشر احمد صاحب کو فون ملایا اور اطلاع دی کہ آپ کے بھائی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے صورت حال بتا کر دعا کی درخواست کریں۔ مبشر کے بتانے کے مطابق اسی وقت حضور انور سے ملاقات ہو گئی اور ساری صورت حال بتا کر جب دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے ہاتھ اٹھائے اور یہ الفاظ فرمائے کہ آئیں! دعا کر لیتے ہیں۔ مبشر صاحب کے بتانے وقت کے مطابق اس وقت پاکستان میں دوپہر کے ساڑھے بارہ بجے تھے جب حضور انور کے ہاتھ اٹھے تھے اور مجھے ہسپتال میں ہوش آیا تھا۔ میری اہلیہ نے ڈاکٹروں کو بتایا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یہ ایک معجزہ ہو گیا ہے۔ ان کو کیا معلوم کہ احمدیت کا ایک خلیفہ ہے جس کے دل میں ہر احمدی کے لئے محبت ہے اور کتنا پیار کرتا ہے اور جو سب کے لئے دُعائیں کرتا ہے۔

خلافتِ احمدیت زندہ باد

نحن انصار اللہ

مکرم عبدالخالق تعلقدار صاحب
انچارج انصاراللہ یوکے سیکشن برطانیہ

معزز قارئین! نحن انصار اللہ میں آپ سب کا خیر مقدم۔ ہمارے اس دفعہ کے مہمان ہیں جناب محترم عبدالخالق صاحب اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری انصار سیکشن ہیں۔ آئیے ان سے ملتے ہیں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہماری درخواست پر ہمیں وقت دیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ہم چاہیں گے کہ رسالہ انصار اللہ کے لیے اپنا زبانی ذاتی تعارف کروا دیں!

معزز مہمان۔ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میرا تعلق بنگال سے ہے پہلے وہ مشرقی پاکستان تھا اب وہ بنگلہ دیش ہے۔ میرے والد صاحب نے خود 1945 میں بیعت کی۔ ایک لمبا عرصہ وہ اپنی ڈویژن میں اکیلے احمدی تھے۔ بعد میں ان کی تبلیغ سے بہت سے افراد کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہماری بنگال سے ربوہ منتقلی اس طرح پیش آئی کہ میرے والد صاحب ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے خود اردو سیکھی اور انکا پختہ خیال تھا کہ بچوں کا اردو زبان سیکھنا بہت ضروری ہے اس کے بغیر احمدیت نہیں آئے گی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیادہ تر کتب اردو زبان میں ہیں اس لیے وہ کہتے تھے کہ اردو زبان سیکھو تا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام سمجھنے میں آسانی ہو۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں بنگلہ سکول میں داخل نہیں کروایا بلکہ ہم بہن بھائیوں کو والدہ کے ساتھ 6 دسمبر 1965 کو ربوہ بھیج دیا۔ ہم نے بنگال سے کراچی تک سفر بذریعہ بحری جہاز سات دن میں کیا ،اور پھر ٹرین کے ذریعے کراچی سے ربوہ آئے۔ دوران سفر ہم نے مشکلات بھی دیکھیں اور خدا کے فضل کے نظارے بھی مشاہدہ کیے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر جو نکلتا ہے خدا تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ یہ سفر ہماری والدہ نے اکیلے چھ بچوں کے ساتھ کیا جن میں سب سے بڑا میں تھا اور میری اس وقت ساڑھے گیارہ سال عمر تھی۔ یہ سفر بحری جہاز کے کسی کیبن میں نہیں ہوا بلکہ جہاز کے ڈیک پر چادریں تان کر ایک عارضی خیمہ میں ہوا۔ اس جہاز میں فوجی سفر کر رہے تھے۔ کراچی پہنچ کر ایک آفیسر نے والدہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس شہر میں جانا ہے۔ انہوں کہا ربوہ، مگر مجھے نہیں معلوم کہ وہاں کیسے پہنچنا ہے۔ چنانچہ اس آفیسر نے کسی کو بلایا اور کہا کہ انہیں جناب ایکسپریس پر سوار کراؤ اور ربوہ کی ٹکٹ لے کر دینا۔ اس طرح ہم کراچی سے بخیر و عافیت ربوہ پہنچ گئے اور ربوہ میں رہنے اور تعلیم حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے میرے والدین کی نیت اور اخلاص کا پھل ایسے عطا کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے بچے سید قمر سلیمان صاحب، سید قاسم صاحب، مرزا احسن صاحب مرزا طیب صاحب وغیرہ میرے کلاس فیلو ہوئے اور 1966 سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے بھی ایک شفقت کا تعلق بنا۔ میں سمجھتا ہوں ان سے یہ تعلق میری زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک ایسے شخص کی محبت اور شفقت مجھے نصیب ہوگی جو آگے چل کر خلیفۃ المسیح کے مقام پر فائز ہونے والا ہے اور ہم اپنی زندگی کے کثیر حصے میں ان کی محبت اور احسانات سے مستفیض ہوتے رہیں گے بحیثیت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اور بحیثیت خلیفۃ المسیح۔

سوال۔ آپ نے تعلیم کہاں تک حاصل کی؟

معنیٰ خیز مسکراہٹ میں جواب: سارے راز تو نہ پوچھو۔" اس مسکراہٹ کے معنیٰ جو ہمیں سمجھ آئے یہ تھے کہ مسیح آخرالزماں کے موعود فرزند جنہیں علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کر کے اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح بھی بنایا اور دنیا کے کناروں تک شہرت بھی بخشی؛ اس کے بسائے ہوئے شہر میں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں پروان چڑھنے کا موقع ملا۔ اور تعلیم کیا پوچھتے ہو!" بہر حال گفتگو جاری رکھتے ہوئے بولے کہ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہوں۔ ایف ایس سی کے بعد ہی مسلم کمرشل بینک میں ملازمت شروع کر لی تھی۔ ویسے تو اللہ کے فضل سے بنگال میں ہماری اراضی تھیں اور اب بھی ہیں لیکن بنگلہ دیش بننے کی وجہ سے آمدن بند ہو گئی تھی تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے بینک میں لگوا دیا تھا۔

سوال۔ ربوہ میں رہائش کا انتظام کسطرح سے ہوا؟

جواب۔ کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔

سوال۔ والد صاحب کب پاکستان تشریف لائے؟

جواب۔ ویسے تو ہر سال کے آخر پر تشریف لاتے تھے، انصار اللہ کے اجتماع اور جلسہ سالانہ کے لیے اور دو تین ماہ رہتے تھے لیکن جب بنگلہ دیش بنا تو واپس نہیں گئے۔

سوال۔ آپ بچپن میں شرارتی تھے؟

جواب۔ نہیں شرارتی نہیں تھا بلکہ گھر میں بڑا بچہ ہونے کی وجہ سے ساری ذمہ داری

مکرم ماسٹر ظہور احمد صاحب

میرے پر تھی۔ ہمارے معاشرے میں رواج تو تھا کہ بڑے بچے خاص طور پر لڑکے کے لاڈ اٹھائے جاتے ہیں مگر ہماری والدہ اس کے مخالف تھیں وہ فرماتی تھیں کہ بڑے ہو اس لئے تمھاری ذمہ داری دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ گھر کے سارے کام کرواتیں، یہاں تک کہ کھانا پکانا بھی سکھایا۔یہی وجہ ہے کہ اللہ کے فضل سے زندگی کے کسی میدان میں مار نہیں کھائی۔

سوال۔ بچپن میں مسجد شوق سے جایا کرتے تھے؟

جواب۔ ہاں ہاں شوق سے ،ربوہ کا تو ایک اپنا ہی ماحول تھا، صبح صبح ترنم کے کے ساتھ اجتماعی صلِ علی ہونا، ہم نے صلِ علی کرنا، تمام بزرگوں اور لوگوں کا مسجد جانا۔ اس وقت مسجدیں خوب آباد ہؤا کرتی تھیں ۔ شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جہاں سے لوگ مسجد نہ جاتے ہوں۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ اس وقت کے بزرگ بچوں کی انگلی تھام کر مسجد لے کر جایا کرتے تھے۔ وہ اسے اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے وہ بچوں کو گلیوں میں کھیلتا ہؤا نہیں چھوڑ دیا کرتے تھے اور میں انصار اللہ کو کہتا ہوں کہ یہ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم بچوں کو محبت سے ہاتھ تھام کر مسجد لے کر جائیں تاکہ مسجدیں پہلے کی طرح آباد رہیں۔

سوال۔ آپکے بچپن میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حیات تھے ان کے متعلق بتائیں آپ کو کن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی صحبت سے فیض پانے کی سعادت ملی؟

جواب۔ میری والدہ کے ماموں تھے جو کافی بزرگ تھے وہ شام کو عصر کے بعد صحابہ کو ملنے جایا کرتے تھے تو میں بھی ان کے ساتھ چلا جاتا تھا ان میں حضرت حافظ مختار صاحب شاہجانپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ان کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا قاضی عبداللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبز پگڑی والے تھے۔ ایسے تو میں بہت سے بزرگوں اور صحابہ سے ملا لیکن سب کے نام یاد نہیں۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ادراک آپ کو کس عمر میں ہوا؟

جواب۔ اللہ کے فضل سے بچپن ہی سے الحمدللہ ۔ ہماری والدہ نے بچپن ہی سے ہمارے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ کسی کا ناراض ہونا ٹھیک بات نہیں خواہ وہ ناراضگی خدا کی ہو یا خلیفۂ وقت کی ہو۔ پھر بچپن سے ہی خلافت دیکھی خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ربوہ آکر خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور دیکھا ۔ یہ محض خدا کا فضل رہا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خلافت نہ صرف دکھا دی بلکہ سمجھا دی الحمدللہ ۔

میں اللہ کے فضل سے مسجد مبارک میں نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے پہنچ جاتا تھا اور بزرگان ابوالعطاء صاحب ، قاضی نذیر صاحب مولانا عبدالمالک صاحب، شمس صاحب نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے مسجد میں پہنچ جایا کرتے تھے اور میں صرف اس لئے پہلے جایا کرتا تھا کہ ان کے پاس بیٹھنے کا موقعہ مل جائے تاکہ ان کی صحبت سے فیض اٹھایا جائے ورنہ بعد میں ان کے قریب جگہ نہیں ملتی تھی ۔

سوال۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت کس عمر میں ہو گئی تھی؟

جواب۔ او ہو۔ کیا بتاؤں جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ بچپن سے خدا نما لوگوں کو دیکھا ان کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا تو چھوٹی عمر سے ہی اللہ تعالیٰ کے متعلق پتہ چل گیا۔ پھر ربوہ کا اس وقت کا ماحول تھا کہ بچے کی گھٹی میں یہ بات ڈال دی جاتی تھی کہ جو مانگنا ہے خدا تعالیٰ سے مانگنا ہے۔ میں نے بھی اپنے بچوں کو یہی کہا کہ جو مانگنا ہے خدا تعالیٰ سے مانگنا ہے۔ تو ایک دفعہ میری بیٹی جب چھوٹی تھی کہنے لگی آپ کہتے ہیں جو مانگنا ہے خدا سے مانگنا لیکن امی جان تو پیسے کارڈ کے ذریعے بینک کی مشین سے نکالتی ہیں تو میں نے کہا کہ بینک کی مشین میں پیسے کون ڈالتا ہے؟ پھر جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ڈالتا ہے ۔ تو ہمارا یہ فرض ہے کہ جو باتیں ہم نے اپنے بزرگوں سے سیکھیں ہیں انہیں آگے اپنے بچوں کو بتائیں ۔ باقی اصل بات یہ ہے کہ جو ربوہ رہا نہیں وہ اس ماحول کو نہیں جانتا۔ میں 1965 کے ربوہ کی بات کر رہا ہوں اس وقت صحبت صالحین میسر تھی جسکا ماحول پر بڑا گہرا اثر تھا۔

سوال۔ دنیا میں کسی شئے کے حصول کے لیے بعض اوقات درخواست

گا کیسے۔

سوال۔آپ نے خدمت دین کس عمر میں شروع کی اور کن کن شعبہ جات میں کام کیا؟

جواب۔جب سے ربوہ آیا۔ کیونکہ بنگلہ دیش جہاں ہم رہتے تھے وہاں تو جماعت تھی ہی نہیں ۔ پہلی دفعہ 1966 میں مجلس شوریٰ کے موقعہ پر پانی پلانے کی ڈیوٹی دی ”خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو “ خدمت دین کو اگر آپ فضل الٰہی سمجھیں گے تو فضل الٰہی حاصل ہوگا۔

سوال۔ خدمت دین کرتے ہوئے آپ جو لذت محسوس کرتے ہیں اس کے متعلق بتائیں؟

جواب۔ لذت ہی لذت ہے۔ نفس مطمئنہ حاصل کرنے میں تو وقت لگتا ہے لیکن کم از کم اس طرف سفر تو شروع ہوجاتا ہے ۔انسان اپنی زندگی میں کیا چاہتا ہے یہی کہ اسے دل کا اطمینان اور سکون حاصل ہو اور اس کا ایک ہی ذریعہ ہے خدمت دین ۔ دوسرے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ پریشان پھرتے ہیں لیکن ہماری طرف اللہ کے فضل سے سکون ہی سکون ہے

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

سوال۔اپنی ذاتی زندگی کے متعلق بتائیں شادی کب ہوئی؟

جواب۔ میری شادی ستمبر 1985 میں ہوئی۔ میری شادی میرے لئے ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ میں آپ کی شادی کرواؤں گا۔ میں نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا کہ میں گھر میں سب سے بڑا ہوں سارے گھر کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ آمدن بھی کوئی خاص نہیں ،لوگ کیا کہیں گے کہ شادی کرلی۔ پوچھنے لگے کہ کیا آمدن ہے میں نے بتایا۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔ خیر صاحبزادہ صاحب نے ایک رشتہ بھجوایا اور ابھی جواب نہیں آیا تھا کہ آپ اللہ کے فضل سے خلیفتہ المسیح کے منصب پر فائز ہوگئے، جواب نہ میں آیا۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ حضور فرمانے لگے کہ کوئی بات نہیں میں ہی تمھاری شادی کرواؤنگا۔ اس پر میں نے کہا کہ حضور آپ کا مقام اب بہت بلند ہے اب آپ خلیفہء وقت ہیں جو وعدہ آپ نے بحیثیت حضرت مرزا طاہر احمد کیا ہے اسے اب رہنے دیں۔ بلکہ میں نے یہاں تک بھی کہا کہ میں حضور کو اس وعدے سے آزاد کرتا ہوں۔ لیکن حضور کی شفقت دیکھیں کے فرمانے لگے نہیں میں ہی انشاء اللہ تمھاری شادی کرواؤں گا ۔ اس دوران جماعتی حالات خراب ہونے کی وجہ سے حضور ہجرت کر کے آگئے لیکن ان ساری مشکلات کے باوجود بھی حضور اپنی بات بھولے نہیں۔ حضور پھر بھی مجھے فون پر پیغام سننے کے لیے فیصل آباد بلاتے (اس وقت

دینا ضروری ہوتا ہے ۔خدا تعالیٰ سے محبت ہو تو کیا اللہ تعالیٰ جوابی محبت کی درخواست ضروری ہے؟

جواب۔ بالکل ضروری نہیں کیونکہ وہ رحیم بھی ہے اس نے بے شمار نعمتیں ہمیں بن مانگیں دی ہیں۔ مثال کے طور پر میرے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا شفقت اور محبت کا تعلق میں نے تو نہیں مانگا تھا۔ مجھے علم بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا پیارا تعلق اور محبت واحسان سے بھری صالح صحبت عطا فرمائے گا وہ بھی ایسے شخص سے جو آئندہ کا خلیفہ بننے والا تھا۔

سوال ۔یہ جو نماز کے دو درجے بیان ہوئے کہ اس طرح نماز پڑھو گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اگر یہ کیفیت نہیں پاتے کم از کم یہ ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس کے لیے انسان کو کیا کرنا چاہیے

جواب۔ دیکھیں انسان تدریجاً ترقی کرتا اور اعلیٰ مراتب کو پاتا ہے۔ اس رتبے کو پانے کے لیے تقویٰ کے مدارج کو طے کرنا اور عرفان الٰہی کے حصول کے لیے جہدِ مسلسل اختیار کرنا لازم ہے۔

سوال۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ”ولی بنو ولی پرست نہ بنو“ کیا ولی بننے کے لیے دعا مانگنا ضروری ہے

جواب۔ بالکل میرے نزدیک بہت ضروری ہے اگر ہم مانگیں گے نہیں تو ملے

ڈائریکٹ فون سننے کے لیے فیصل آباد جانا پڑتا تھا)۔ چوہدری حمیداللہ صاحب کے ذریعے پیغام ملتا اور میاں احمد صاحب مجھے لے کر جاتے۔ حضور پوچھتے کہ فلاں جگہ رشتہ کروادوں اس پر خاکسار نے کہا کہ حضور میری پسند یا ناپسند اب کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جہاں آپ مناسب سمجھتے ہیں وہاں شادی کروادیں۔ ابھی یہ باتیں چل رہی تھیں کہ ایک روز میں نے چودھری صاحب کو کہا کہ حضور ایدہ اللہ سے عرض کریں کہ مجھے آپ لندن آنے کی اجازت دیں اور آپ میری رہائش اور کھانے کا انتظام کروادیں۔ حضور کی محبت دیکھیں کہ حضور نے جلد ہی مجھے لندن آنے کی اجازت دی اور چند ماہ کے اندر میری شادی بھی کروادی اور شادی کے تمام اخراجات بھی حضور نے ازراہ شفقت خود اٹھائے۔ ہمارے منگلا صاحب مرحوم کو جب یہ سارا واقعہ پتہ لگا تو ہنس کر کہنے لگے کہ (اس طراں دی شادی ساڈی بھی کرادیو) اس طرح کی شادی میری بھی کروادو، تو حضرت صاحب کو سیر کے دوران بتایا کہ منگلا صاحب یہ کہتے ہیں تو حضور بھی بہت محظوظ ہوئے۔ شفقت یہاں ختم نہیں ہوئی شادی کے کچھ عرصے بعد میں نے حضور سے کہا کہ میں پاکستان جانا چاہتا ہوں تو حضور نے ٹکٹیں وغیرہ کروادیں۔ میں ملنے گیا تو کہنے لگے کہ کیا کرو گے پاکستان جاکر یہیں رہو انسان کو جذباتی فیصلے نہیں کرنے چاہئیں جب خود اس قابل ہوجاؤ گے تب جانا تو میں نے گھر فون کر دیا کہ ہم نہیں آرہے اور ٹکٹیں وغیرہ کینسل کروادیں۔ بعد میں نوکری لگ گئی پھر میں پانچ سال بعد اپنے خرچے پر اپنے بیوی بچے سمیت پاکستان گیا۔

سوال۔ حافظ مختار صاحب شاہجانپوری سے ملاقات رہی۔ کوئی واقعہ یاد ہو تو بتائیں؟

جواب۔ ہاں کئی واقعات ہیں مثال کے طور ایک واقعہ ہے ایک احمدی دوست تھے پراچہ صاحب۔ کافی امیر آدمی تھے انہوں نے آب پارہ والی جگہ جماعت کو مشن ہاؤس کے طور پر دی تھی جو کافی قیمتی جگہ تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ جب ابھی انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت نہیں کی تھی وہ حافظ مختار صاحب شاہجانپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ حافظ صاحب (گل نئیں بنی) یعنی بات نہیں بنی تو حافظ صاحب فرمانے لگے کہ جب انڈے سے چوزہ نکلتا ہے تو بھلا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن جب وہ پر نکال لیتا ہے تو کتنا بھلا لگتا ہے۔ جس روز انہیں حافظ صاحب نے یہ بات کہی اسی رات انہوں نے ایک خواب دیکھا جو کہ مجھے یاد نہیں، لیکن پراچا صاحب خواب دیکھ کر پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے بیعت کی اور پھر حافظ مختار صاحب کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ (ککڑی بول پئی اے) کہ مرغی بول پڑی ہے۔ اسی طرح ایک اور بات حافظ مختار صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے کبھی انصاف نہیں مانگنا چاہیے ہمیشہ پردہ پوشی کی دعا کرنا چاہیئے۔ وہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک چور چوری کرکے بھاگ رہا تھا، رستے میں ایک بزرگ چارپائی ڈال کر سورہے تھے۔ انہوں نے چور کو پکڑ لیا جب لوگ پہنچے تو چور نے بھی چور چور کا شور کرنا شروع کردیا۔ خیر دونوں کو پولیس پکڑ کر لے گئی۔ جو بزرگ تھا اس نے کہا کہ اللہ میاں تجھے پتہ ہے میں چور نہیں میرے سے انصاف کرنا۔ تو عدالت سے بزرگ کو سزا ہوگئی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے کہنے لگا کہ یہ میرے ساتھ کیا ہؤا۔ میں نے تو انصاف مانگا تھا۔ جواب یہ آیا کہ کیونکہ تو نے انصاف مانگا تھا تو انصاف کیا ہے۔ تو نے فلاں غلط کام کیا تھا یہ اس کی سزا ہے۔ تو حافظ صاحب فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ سے کبھی انصاف نہیں مانگنا ہمیشہ پردہ پوشی مانگنا چاہیے۔ اسی طرح جب جماعت میں کسی کو خلیفہء وقت کی طرف سے کوئی تعزیر یا سزا ہوجاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں وہ بالکل صحیح ہوتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اس کے کسی فوری گناہ کی سزا نہ ہو بلکہ کسی پچھلے گناہ کی سزا ہو۔ اس لئے استغفار کرنا چاہیے۔ اس پر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ انصاف نہیں ملا کیونکہ خلیفہء وقت کا فیصلہ خدا کے فضل سے بالکل درست فیصلہ ہوتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ جو لوگ استغفار کرتے ہیں خواہ ان کی فائل کتنی بھی موٹی ہو۔ پینل نے ان کے خلاف بھی رپورٹ دی ہو تو نہ صرف ایسے افراد کی معافی ہوجاتی ہے بلکہ اکثر سزا سے بچ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ نواب صاحبان میں سے کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ ہم آزمائش میں ہیں دعا کریں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ استغفار کریں ہم دعا کرینگے یہ نہیں کہا آپ بھی دعا کریں ہم بھی دعا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ آپ استغفار کریں ہم دعا کرینگے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ابتلاء یا مشکل کے وقت صرف استغفار کرنی چاہیے۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ادراک آپ کو کس عمر میں ہوا؟

سیّدقمر سلیمان ، عبدالخالق ، مرزاطیّب احمد،سیّدقاسم احمد

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ یادگار تصویر

جواب۔ اللہ کے فضل سے بچپن ہی سے الحمدللہ ۔ ہماری والدہ نے بچپن ہی سے ہمارے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی ی تھی کہ کسی کا ناراض ہونا ٹھیک بات نہیں خواہ وہ ناراضگی خدا کی ہو یا خلیفہ ء وقت کی ہو۔ پھر بچپن سے ہی خلافت دیکھی خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالی عنہ اور ربوہ آکر خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالی کا دور دیکھا ۔ یہ محض خدا کا فضل رہا کہ خدا تعالی نے اپنے فضل سے خلافت نہ صرف دکھا دی بلکہ سمجھا دی الحمدللہ ۔

میں اللہ کے فضل سے مسجد مبارک میں نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے پہنچ جاتا تھا اور بزرگان ابوالعطاء صاحب ، قاضی نذیر صاحب مولانا عبدالمالک صاحب، شمس صاحب نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے مسجد میں پہنچ جایا کرتے تھے اور میں صرف اس لئے پہلے جایا کرتا تھا کہ ان کے پاس بیٹھنے کا موقعہ مل جائے تاکہ ان کی صحبت سے فیض اٹھایا جائے ورنہ بعد میں ان کے قریب جگہ نہیں ملتی تھی ۔

سوال۔ آپ کو اللہ تعالی سے محبت کس عمر میں ہوگئی تھی ؟

جواب ۔ او ہو۔ کیا بتاوں جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ بچپن سے خدا نما لوگوں کو دیکھا ان کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا تو چھوٹی عمر سے ہی اللہ تعالی کے متعلق پتہ چل گیا۔ پھر ربوہ کا اس وقت کا ماحول تھا کہ بچے کی گھٹی میں یہ بات ڈال دی جاتی تھی کہ جو مانگنا ہے خدا تعالی سے مانگنا ہے۔ میں نے بھی اپنے بچوں کو یہی کہا کہ جو مانگنا ہے خدا تعالی سے مانگنا ہے۔ تو ایک دفعہ میری بیٹی جب چھوٹی تھی کہنے لگی آپ کہتے ہیں جو مانگنا ہے خدا سے مانگنا لیکن امی جان تو پیسے کارڈ کے ذریعے بینک کی مشین سے نکالتی ہیں تو میں نے کہا کہ بینک کی مشین میں پیسے کون ڈالتا ہے؟ پھر جواب میں کہا کہ اللہ تعالی ڈالتا ہے۔ تو ہمارا یہ فرض ہے کہ جو باتیں ہم نے اپنے بزرگوں سے سیکھیں ہیں انہیں آگے اپنے بچوں کو بتائیں ۔ باقی اصل بات یہ ہے کہ جو ربوہ رہا نہیں وہ اس ماحول کو نہیں جانتا۔ میں 1965 کے ربوہ کی بات کر رہا ہوں اس وقت صحبت صالحین میسر تھی جسکا ماحول پر بڑا گہرا اثر تھا۔

سوال۔ دنیا میں کسی شئے کے حصول کے لیے بعض اوقات درخواست دینا ضروری ہوتا ہے ۔ خدا تعالی سے محبت ہو تو کیا اللہ تعالی جوابی محبت کی درخواست ضروری ہے ؟

جواب۔ بالکل ضروری نہیں کیونکہ وہ رحیم بھی ہے اس نے بے شمار نعمتیں ہمیں بن مانگیں دی ہیں۔ مثال کے طور پر میرے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالی کا شفقت اور محبت کا تعلق میں نے تو نہیں مانگا تھا۔ مجھے علم بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے ایسا پیارا تعلق اور محبت واحسان سے بھری صالح صحبت عطا فرمائے گا وہ بھی ایسے شخص سے جو آئندہ کا خلیفہ بننے والا تھا۔

سوال ۔ یہ جو نماز کے دو درجے بیان ہوئے کہ اس طرح نماز پڑھو گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو،اگر یہ کیفیت نہیں پاتے کم از کم یہ ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس کے لیے انسان کو کیا کرنا چاہیے

جواب۔ دیکھیں انسان تدریجا ترقی کرتا اور اعلیٰ مراتب کو پاتا ہے۔ اس رتبے کو پانے کے لیے تقویٰ کے مدارج کو طے کرنا اور عرفان الٰہی کے حصول کے لئے جہدِ مسلسل اختیار کرنا لازم ہے۔

سوال۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا" ولی بنو ولی پرست نہ بنو" کیا ولی بننے کے لیے دعا مانگنا ضروری ہے

جواب۔ بالکل میرے نزدیک بہت ضروری ہے اگر ہم مانگیں گے نہیں تو ملے گا کیسے۔

سوال۔ آپ نے خدمت دین کس عمر میں شروع کی اور کن کن شعبہ جات میں کام کیا؟

جواب۔ جب سے ربوہ آیا۔ کیونکہ بنگلہ دیش جہاں ہم رہتے تھے وہاں تو جماعت تھی ہی نہیں ۔ پہلی دفعہ 1966 میں مجلس شوری کے موقعہ پر پانی

پلانے کی ڈیوٹی دی "خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو" خدمت دین کو اگر آپ فضل الٰہی سمجھیں گے تو فضل الٰہی حاصل ہو گا۔

سوال۔ خدمت دین کرتے ہوئے آپ جو لذت محسوس کرتے ہیں اس کے متعلق بتائیں؟

جواب۔ لذت ہی لذت ہے۔ نفس مطمئنہ حاصل کرنے میں تو وقت لگتا ہے لیکن کم از کم اس طرف سفر تو شروع ہو جاتا ہے۔ انسان اپنی زندگی میں کیا چاہتا ہے یہی کہ اسے دل کا اطمینان اور سکون حاصل ہو اور اس کا ایک ہی ذریعہ ہے خدمت دین۔ دوسرے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ پریشان پھرتے ہیں لیکن ہماری طرف اللہ کے فضل سے سکون ہی سکون ہے

سوال۔ اپنی ذاتی زندگی کے متعلق بتائیں شادی کب ہوئی؟

جواب۔ میری شادی ستمبر 1985 میں ہوئی۔ میری شادی میرے لئے ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ میں آپ کی شادی کرواؤں گا۔ میں نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا کہ میں گھر میں سب سے بڑا ہوں سارے گھر کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ آمدن بھی کوئی خاص نہیں، لوگ کیا کہیں گے کہ شادی کر لی۔ پوچھنے لگے کہ کیا آمدن ہے میں نے بتایا۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔ خیر صاحبزادہ صاحب نے ایک رشتہ بھجوایا اور ابھی جواب نہیں آیا تھا کہ آپ اللہ کے فضل سے خلیفۃ المسیح کے منصب پر فائز ہو گئے، جواب نہ میں آیا۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور فرمانے لگے کہ کوئی بات نہیں میں ہی تمھاری شادی کرواؤنگا۔ اس پر میں نے کہا کہ حضور آپ کا مقام اب بہت بلند ہے اب آپ خلیفہء وقت ہیں جو وعدہ آپ نے بحیثیت حضرت مرزا طاہر احمد کیا ہے اسے اب رہنے دیں۔ بلکہ میں نے یہاں تک بھی کہا کہ میں حضور کو اس وعدے سے آزاد کرتا ہوں۔ لیکن حضور کی شفقت دیکھیں کہ فرمانے لگے نہیں میں ہی انشاءاللہ تمھاری شادی کرواؤں گا۔ اس دوران جماعتی حالات خراب ہونے کی وجہ سے حضور ہجرت کر کے آ گئے لیکن ان ساری مشکلات کے باوجود بھی حضور اپنی بات بھولے نہیں۔ حضور پھر بھی مجھے فون پر پیغام سن سننے کے لیے فیصل آباد بلاتے (اس وقت ڈائریکٹ فون سننے کے لیے فیصل آباد جانا پڑتا تھا)۔ چوہدری حمید اللہ صاحب کے ذریعے پیغام ملتا اور میاں احمد صاحب مجھے لے کر جاتے۔ حضور پوچھتے کہ فلاں جگہ رشتہ کروا دوں اس پر خاکسار نے کہا کہ حضور میری پسند یا ناپسند اب کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جہاں آپ مناسب سمجھتے ہیں وہاں شادی کروا دیں۔ ابھی یہ باتیں چل رہی تھیں کہ ایک روز میں نے چودھری صاحب کو کہا کہ حضور ایدہ اللہ سے عرض کریں کہ مجھے آپ لندن آنے کی اجازت دیں اور آپ میری رہائش اور کھانے کا انتظام کروا دیں۔ حضور کی محبت دیکھیں کہ حضور نے جلد ہی مجھے لندن آنے کی اجازت دی اور چند ماہ کے اندر میری شادی بھی کروا دی اور شادی کے تمام اخراجات بھی حضور نے از راہ شفقت خود اٹھائے۔ ہمارے منگلا صاحب مرحوم کو جب یہ سارا واقعہ پتہ لگا تو ہنس کر کہنے لگے کہ (اس طراں دی شادی ساڈی بھی کرادیو) اس طرح کی شادی میری بھی کروا دو، تو حضرت صاحب کو سیر کے دوران بتایا کہ منگلا صاحب یہ کہتے ہیں تو حضور بھی بہت محظوظ ہوئے۔ شفقت یہاں ختم نہیں ہوئی شادی کے کچھ عرصے بعد میں نے حضور سے کہا کہ میں پاکستان جانا چاہتا ہوں تو حضور نے ٹکٹیں وغیرہ کروا دیں۔ میں ملنے گیا تو کہنے لگے کہ کیا کرو گے پاکستان جا کر یہیں رہو انسان کو جذباتی فیصلے نہیں کرنے چاہئیں جب خود اس قابل ہو جاؤ گے تب جانا تو میں نے گھر فون کر دیا کہ ہم نہیں آ رہے اور ٹکٹیں وغیرہ کینسل کروا دیں۔ بعد میں نوکری لگ گئی پھر میں پانچ سال بعد اپنے خرچے پر اپنے بیوی بچے سمیت پاکستان گیا۔

سوال۔ آپ کے والد صاحب کی آپ کے متعلق کیا رائے ہے؟

جواب۔ کس قسم کی رائے؟ بحیثیت بیٹا۔ ہنستے ہوئے وہ تو ان کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی خواہشات سے بہت بڑھ کر دیا۔ خلفاء کا قرب، اللہ کے فضل سے جتنا مجھے حاصل ہوا پھر خلیفۃ المسیح الرابع کا مجھ سے خاص شفقت و محبت کا تعلق۔ میں سمجھتا ہوں یہ سب میرے والدین کی قربانیوں کا پھل ہے آرام و آرائش نوکر چاکر چھوڑ کر صرف خدا کی خاطر اس کے دین کی خاطر تنگی کی زندگی بسر کرنا۔ شکر الحمدللہ خدا تعالیٰ نے ان کی قربانیاں اپنے فضل سے قبول فرمائیں اور ہمیں ایسی نعمتوں سے نوازا، ورنہ ہم بھی عام انسانوں کی طرح عام سی زندگی گزار رہے ہوتے۔ میری والدہ کی جب وفات ہوئی تو میں نے حضور سے عرض کی کہ میرے جذبات کا خیال کر کے نہیں بلکہ میرے والدہ کی جو قربانی ہے اس کی بنا پر اگر مناسب خیال فرمائیں تو آپ ان کا جنازہ غائب پڑھا دیں اور حضور نے اللہ کے فضل سے جنازہ پڑھایا۔ تو اس سے بڑھ کر اور اعزاز ہم سب کے لیے کیا ہو سکتا ہے۔

سوال۔ آپ کی اہلیہ کی آپ کے متعلق کیا رائے ہے؟

جواب۔ ہنستے ہوئے (اہلیہ دی رائے کدی سئ ہوندی اے) اہلیہ کی رائے کبھی اچھی ہوتی ہے۔ (حافظ برہان صاحب ہمارے ٹیم ممبر، ہنستے ہوئے جب وہ

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

اچھے موڈ میں ہوتیں ہیں اس وقت کی کیا رائے ہے؟!)

بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کا جو مزاج ہے وہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ ہم دونوں فیمیلیز کے ماحول میں بھی بہت فرق تھا یہ تو خلیفۂ وقت کی دعائیں تھیں اور یہ کہ میرے ساس سسر بہت نیک تہجد گزار، تقویٰ شعار لوگ تھے۔ ان کی نیک تربیت کا اثر ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ میری اہلیہ بھی بہت نیک خاتون ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ وہ میرے سے کہیں بڑھ کر تقویٰ شعار اور دین دار ہیں۔ اس لیے اللہ کے فضل سے بہت اچھی زندگی نہ صرف گزری بلکہ گزر رہی ہے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آگیا۔ ہم شادی کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملنے گئے۔ ملاقات کے دوران میں اہلیہ کو تم تم کہہ کر مخاطب کر رہا تھا تو حضرت صاحب فرمانے لگے کہ تمھیں نہیں پتہ بیگم سے آپ کہہ کر بات کرتے ہیں کیونکہ حضرت صاحب کو میری طبیعت کا پتہ تھا۔ ان کو پتہ تھا کہ اگر آپ کہہ کر بات کرے گا تو ذرا (ہولا ہتھ رکھے گا) نرم ہاتھ رکھے گا۔ میں یہ بات اس لیے بتا رہا ہوں کہ ہر بات ہر ایک کے لئے نہیں ہوتی یہ بات صرف میرے لیے تھی کیونکہ ساتھ ہی حضرت صاحب میری بیگم کو فرمانے لگے کہ یہ دل کا بہت اچھا ہے۔ بس لہجے کا سخت ہے اگر آپ اس سے کہیں گی کہ برتن دھو دیں تو یہ نہیں کہے گا کہ نہیں دھونے بلکہ سخت سے لہجے میں جو اس کا انداز ہے کہے گا "ابھی دھوتا ہوں" اور دھو دے گا۔

سوال۔ آپ کے بچوں کی آپ کے متعلق کیا رائے ہے؟

جواب۔ وہ کہتے ہیں ابا جان آپ پرانے زمانے کے ہیں۔

سوال۔ کھانے میں کیا پسند کرتے ہیں؟

جواب۔ چاول شوق سے کھاتا ہوں۔

سوال۔ لباس کس طرح کا پسند کرتے ہیں؟

جواب۔ ہر لباس پہن لیتا ہوں جو باوقار ہو، دیکھنے میں بھلا معلوم ہو، ستر مناسب طریقے سے ڈھانکتا ہو شلوار قمیض بھی پہنتا ہوں۔ ان ملکوں میں سردی زیادہ ہوتی ہے تو اس کی مناسبت سے دوسرے لباس بھی پہن لیتا ہوں۔

سوال۔ کیا گھر میں بیوی بچوں کا ہاتھ بٹاتے ہیں؟

جواب۔ یہ تو سنت ہے بٹانا چاہئے۔ ہمارے معاشرے میں اس طرف رجحان کم تھا۔ ابھی بھی کم ہے کیونکہ ہم اسلام پر صحیح طرح عمل پیرا نہیں۔ ان ملکوں میں جب بچے کی پیدائش کے وقت آپ کو بھی بیوی کے ساتھ ہاسپٹل جانا پڑتا ہے۔ جب آپ دیکھتے ہیں کہ بچے کی پیدائش کے دوران عورت کتنی تکلیف سے گزرتی ہے تو دو باتوں کا احساس دل میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ بچے صرف مرد کے نہیں کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایک یہ فرسودہ تصور ہے کہ بچے مرد کے ہیں۔ دوسرا دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے بیوی بچوں کا کتنا خیال رکھنا چاہیے۔

سوال۔ آجکل کے مصروف دور میں جہاں ہفتے میں پانچ سے چھ دن انسان جاب کرتا ہے، خواہ میاں ہو یا بیوی یا پھر دونوں اور ویک اینڈ پر جماعتی مصروفیات انسان اپنے بچوں کی تربیت کیسے کرے؟

جواب۔ وہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے تو زیادہ مصروف نہیں ہوسکتے! یہ سب بہانے ہیں۔ کتنے گھنٹے جماعت کو وقت دیتے ہیں؟ میں نے صاحبزادہ صاحب کو بہت قریب سے دیکھا، ان کے ساتھ بہت وقت گزارا، صاحبزادہ صاحب اپنے بچوں کو بھی وقت دیتے تھے۔ آپ کی تین ہمشیرگان تھیں، وہ تقریباً! ہر روز انہیں ملا کرتے تھے۔ ضروری نہیں کہ بہت دیر اگر مصروفیت زیادہ ہوتی تھی تو کچھ دیر کے لیے مل لیتے تھے انکے دروازے پر گئے دستک دی اندر چلے گئے چند لمحوں میں حال احوال پوچھ کر باہر آگئے۔ اسی طرح اپنے کزنز سیکنڈ کزنز سے بھی ملتے تھے شام کو ہم بیڈ منٹن کھیلا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجھے کہنے لگے بنگلا دیش میں، ذرا ٹھہرو میں ذرا ان سے مل لوں۔ میں دیکھتا ہوں لوگوں نے دنیا کی خاطر اپنی اولاد ضائع کر دی اپنے بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دی۔ بہن بھائی عزیز و اقارب دوستوں سے نہیں ملتے۔ میں کوئی خاص تعلیم یافتہ نہیں، عام سادہ سی پڑھائی کی جو یہاں یوکے میں کوئی خاص

عبدالخالق تعلقدار صاحب، حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، چوہدری حمید اللہ صاحب

اہمیت نہیں رکھتی۔ میں یہاں عام سادہ مزدور تھا میں اکیلا کماتا تھا لوگ کہتے ہیں گزارہ نہیں ہوتا۔ میرا تو اللہ کے فضل سے بہت اچھا گزارہ ہوا، بچے بھی الحمدللہ سب اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ کچھ تو خدا تعالیٰ پر توکل کریں۔

سوال۔ کونسا کھیل کھیلتے تھے؟

جواب۔ محلے میں ہر کھیل کھیلتے رہے جیسے میرو ڈبا کرکٹ فٹ بال وغیرہ لیکن زیادہ بیڈ منٹن کھیلتے رہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جب خدام الاحمدیہ کے صدر ہوا کرتے تھے اس وقت ایوان محمود میں ان کے ساتھ لمبا عرصہ الحمدللہ بیڈ منٹن کھیلنے کا موقع ملا۔

سوال۔ اس وقت کی کچھ یادیں ہمارے ساتھ شیئر کرنا چاہیں گے؟

جواب۔ روز ایوان محمود جایا کرتے تھے دیر تک کھیلا کرتے تھے مغرب کی نماز باجماعت پڑھ کر کھیل شروع کرتے تھے۔ پھر عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر (گھروگھری) گھر واپس۔ تاریخ میں تو جو لکھا جائے گا وہ لکھا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ربوہ میں ایوان محمود میں بیڈ منٹن کا باقاعدہ آغاز حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی خدام الاحمدیہ کی صدارت کے دور میں ہوا۔ پہلے ہم تین دوست تھے جو شیخ مبارک صاحب کے بیٹے فہیم بھٹی صاحب کے گھر کے سامنے کھیلا کرتے تھے پھر پہلی دفعہ ایوان محمود میں بیڈ منٹن کے تین کورٹ بنے۔ سب سے دس دس روپے چندہ لیا اور کھیل کا آغاز ہوا۔ وہاں بڑے بڑے لوگ مفتی احمد صادق صاحب صوفی ظفر صاحب (وہ انڈو نیشین تھے) کھیلنے آتے تھے۔

سوال۔ آپ اپنے آپ کو فٹ رکھنے کے لیے کیا کرتے ہیں؟

جواب۔ اب صرف اکثر واک کرتا ہوں۔

سوال۔ پاکستان کا تو آپ نے بتا دیا۔ یوکے میں کیا جاب کرتے رہے؟

جواب۔ میں انگلستان میں ایک دوسرے ملک سے آیا تھا، انگریزی بھی اتنی اچھی نہیں تھی پہلے تو ایسے ہی ایک دو جگہ کام کیا۔ حضرت صاحب سے دعا کے لیے کہا۔ حضور نے فرمایا کہ ٹیکسی چلانے کے کام کی کوشش کرو۔ تین بار ڈرائیونگ ٹیسٹ دیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر حضرت صاحب کی دعاؤں سے انڈر گراونڈ ریلوے اسٹیشن میں بکنگ کلرک کی نوکری مل گئی۔ دن میں شاید ایک یا دو ٹکٹیں کاٹنی پڑتی تھیں، نہ ہونے کے برابر کام ہوتا تھا اور تنخواہ ٹیکسی ڈرائیور سے کہیں بہتر، میں نے حضور کو بتایا تو حضور بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے کہ یہ تو خدا کا خاص فضل ہے پھر تین سال بعد سٹیشن سپروائیزر ہو گیا۔

سوال۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ماشاءاللہ بہت ایکٹو تھے ان کے متعلق بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کیسے ایکٹو رکھتے تھے

جواب۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ماشاءاللہ بہت ایکٹو تھے جیسا کہ میں نے بتایا کھیلتے تھے، سائیکل بہت چلاتے تھے۔ سائیکل پر احمد نگر جاتے تھے۔ حضرت صاحب کی ایک زمین ریتلی تھی۔ جب ہم وہاں جاتے تھے تو مجھ سے اس ریتلے میدان میں سائیکل نہیں چلتی تھی۔ میں پیڈل مارتا تھا تو پہیہ اسی جگہ گھومتا جاتا تھا لیکن سائیکل آگے نہیں جاتی تھی تو اس میدان کے شروع میں لکڑی کے ہٹ میں سائیکل کھڑی کر دیا کرتا تھا، اور حضرت صاحب مجھے اپنی سائیکل پر بیٹھا کر سائیکل چلاتے ہوئے مجھے لے کر دوسری طرف چلے جاتے تھے، ماشاءاللہ۔ خلافت کی شان اپنی جگہ ہے بحیثیت مرزا طاہر احمد بھی وہ ایک بہت بڑے وجود تھے ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں میں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ خدا نے جس کو خلیفہ بنانا ہوتا ہے اس کی زمانے میں ارد گرد کے ماحول میں اس کی اتھارٹی پہلے ہی قائم کر دیتا ہے۔ لوگ اس کی ہر بات سن کر کہتے ہیں آپ درست فرماتے ہیں۔

سوال۔ دوران ملازمت تبلیغ کرتے رہے۔

جواب۔ تبلیغ کرتے ہوئے میں سب سے پہلے یہ نہیں بتاتا کہ احمدیت سچی ہے میں بنیادی طور پر پہلے لوگوں کو سیدھا راستہ بتاتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں پہلے وہ صحیح انسان تو بنے۔ میں انہیں کہتا ہوں پہلے صحیح انسان بنو پھر مذہب آئے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں انہیں احمدیت کے بارے میں نہیں بتاتا تھا، جب ضیاء الحق کا واقعہ ہوا تو میں نے اپنے ارد گرد سب لوگوں کو بتایا، خواہ وہ انگریز تھا یا افریقن یا کسی بھی قوم سے اس کا تعلق تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ پہلے ضیاء الحق کو ہمارے خلیفۃ المسیح نے جمعہ کو وارننگ دی اور بدھ کو اس کے پرخچے اڑ گئے۔ اور بڑی تحدی سے یہ بھی کہا کہ اس کا قاتل کبھی نہیں ملے گا۔ کیونکہ اسے ہمارے خلیفۃ المسیح نے "لیکھو" کہا ہے۔ جس طرح لیکھرام کا قاتل نہیں ملا آج تک، اس کا بھی نہیں ملے گا۔ اور کہا کہ میں تمہیں یہ بات اس لیے بتا رہا ہوں کہ شاید کبھی زندگی میں یہ بات تمہیں کلک کر جائے اور تم اس کے متعلق سوچو۔

سوال۔ کیا ملازمت کے ساتھ ساتھ خدمت دین کے لئے وقت نکالا جاسکتا ہے۔

جواب۔ بالکل نکالا جاسکتا ہے کیوں نہیں نکالا جاسکتا! میں ملازمت کے دوران بھی خدمت دین کرتا رہا اب بھی حضور کو عرض کیا کہ میں دین کی خدمت کے لیے وقت دینا چاہتا ہوں تو حضور کی اجازت سے میں والنٹیر کام کر رہا ہوں۔ الحمدللہ میں روزانہ پانچ سے چھ گھنٹے اپنے شعبے میں کام کرتا ہوں۔ بعض دفعہ فون کالز اور دوسری مصروفیت کی وجہ سے زیادہ گھنٹے بھی کام کرتا ہوں۔ مجھ سے اکثر لوگ کام کے سلسلے میں پوچھتے ہیں کہ آپ کا ٹیلی فون نمبر مل سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ بالکل مل سکتا ہے اور میں اپنا نمبر سب کو دے دیتا ہوں۔ بعض میرے دوست پوچھتے ہیں کہ آپ یہ سب کیسے منظم رکھتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں اس میں کیا مشکل ہے جب میں سونے لگتا ہوں تو اسے سائیلنٹ پر کر دیتا ہوں صبح جب اٹھتا ہوں تو وقت کی مناسبت سے ان سے رابطہ کر لیتا ہوں۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی انسان کے لئے دین کی خدمت کے لیے وقت نکالنا مشکل امر ہے سوائے اس کے کہ نفس کے بہانے ہیں۔

سوال۔ حضور کو خط آپ نے کس عمر میں لکھنا شروع کیا؟

جواب۔ لکھت پڑھت میں میں ذرا سست ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے میری روزانہ ملاقات ہو جاتی تھی تو زبانی دعا کے لیے کہہ دیا کرتا تھا اور اب بھی اکثر ایسے ہی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں خط نہیں لکھتا میں خط لکھتا ہوں لوگوں کے لیے اپنے عزیز رشتے داروں اور دوست احباب کے لئے اور اپنے لئے بھی لکھتا ہوں لیکن اس میں بھی یہی لکھتا ہوں کہ حضور میرے تمام بہن بھائیوں دوستوں اور بیوی بچوں کے لیے دعا کریں۔

سوال۔ کام کے سلسلے میں ایک ہفتے میں آپ حضور کو کتنے خط لکھتے ہیں؟

جواب۔ بعض دفعہ روز لکھنا پڑتا ہے کیونکہ ملاقات ہر وقت تو ممکن نہیں بعض

اہم معاملات ہوتے ہیں تو پھر حضرت صاحب کو لکھنا ضروری ہوتا ہے تو اللہ کے فضل سے لکھ کر رہنمائی لے لیتے ہیں

سوال۔ مالی قربانی انسان کے اخلاق و اخلاص کو بلند کرتی ہے اس کا شعور لوگوں میں کیسے اجاگر کیا جائے؟

جواب۔ یہ تو لوگوں کو خطبات اور واقعات کے ذریعے بار بار بتانے کی ضرورت ہے کیونکہ عام زندگی میں تو نظر نہیں آتا کہ پیسے دیکر آپ امیر ہو جائیں گے آپ کے اخلاق بہتر ہو جائیں گے۔ یہ تو بتانا پڑے گا کہ فلاں نے اتنا دیا تو یہ ہؤا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے شروع ہو جائیں۔ پرانے بھی اور نئے بھی واقعات اور تجربات لوگوں کو بتائیں پھر ان کو سمجھ آئے گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دے دیا تو وہ نعوذ باللہ بھوکے تو نہیں مرے۔ پھر بعض لوگوں کی جو یہ سوچ ہے کہ چندہ فرض نہیں غلط سوچ ہے۔ میرے نزدیک چندہ فرض ہے۔ کیونکہ ہم نے بیعت کی ہے بیعت کا مطلب ہے اپنے آپ کو بیچ دینا۔ یعنی آپ کی کوئی مرضی باقی نہیں رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”ایسے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت“ ہم پر صرف وہ باتیں فرض نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں ہیں بلکہ وہ تمام باتیں بھی فرض ہیں جو ان کے خلفاء کہتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ نفلی روزہ رکھو، تو استطاعت ہے تو رکھیں۔ کہتے ہیں ایک گھنٹہ روزانہ تہجد پڑھیں تو پڑھیں میرے نزدیک ہم پر یہ باتیں فرض ہیں۔ ہم نے بیعت کی وہ آقا ہیں ہم غلام ہیں اور غلام کی کوئی مرضی باقی نہیں رہتی ان کی تمام باتیں ماننے میں ہی ہماری بقا ہے۔

سوال۔ آپ کے ایک دن کی روٹین کیا ہے؟

جواب۔ جو حضرت صاحب فرماتے ہیں وہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں حضور نے فرمایا کہ صبح جلدی اٹھیں اور ایک گھنٹہ تہجد پڑھیں تو اللہ کے فضل سے کوشش کرتے ہیں بلکہ میں اپنے ملنے والوں کو کہتا ہوں کہ وہ اس پر عمل کریں۔ اول تو روز پڑھیں لیکن اگر ممکن نہیں تو کم از کم ویک اینڈ پر تو ضرور پڑھا کریں۔ ولایت کا درجہ پانا آسان کام نہیں لیکن کم از کم اس طرف رخ تو کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر انسان نہ نیکی کر سکتا ہے اور نہ بدی سے بچ سکتا ہے۔ آج بھی میں جب سوچتا ہوں تو کتنی باتیں یاد آتیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں تھیں لیکن کوشش کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ دفتری مصروفیات خطوط کے جوابات ٹیلی فون کالز ایک دفعہ ایک صدر صاحب کو کچھ معلومات چاہیے تھیں تو جب فون بند ہؤا تو میں نے دیکھا کہ دو گھنٹے سے زیادہ کی کال تھی۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں۔

سوال۔ آپ کا کام یا شعبہ کیا ہے؟

جواب۔ مجلس انصاراللہ کے تحت مختلف ممالک سے جو خطوط موصول ہوتے ہیں انہیں حضور کی خدمت میں پیش کرنا اور ان کے جواب لکھنا۔

میں سمجھتا ہوں میرے ذمہ جو شعبہ اس کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مضبوط بنیادوں پر استوار کیا ہے۔ جب میں نے کام شروع کیا تھا اس وقت مجالس سے بہت تھوڑی رپورٹیں موصول ہوتی تھیں آفس تھا جب کوئی خط آتا تھا تو اس کے جواب میں عموماً جزاک اللہ کا خط چلا جاتا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ اپنے ساتھ ایک ٹیم بناؤ۔ دوسرے یہ کہ جب کوئی رپورٹ آئے اسے پڑھو اس پر تبصرے لکھو۔ یہ نہیں کہ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے جزاک اللہ۔ اس کے بعد حضور نے باقاعدہ میری رہنمائی کی کن نکات کی طرف توجہ دینی ہے، اس پر کیا تبصرہ لکھنا ہے۔ تو میں نے ایک رپورٹ پر تبصرہ لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے ازراہ شفقت اسے ملاحظہ کیا (ہنستے ہوئے) اس میں حضور نے میری اردو کی غلطیاں بھی نکالیں تو میں نے کہا کہ حضور اس طرح تو آپ کا بہت وقت لگ جائے گا میں اردو کی غلطیاں کسی اور سے ٹھیک کروالیتا ہوں۔ میں جو جواب میں دعائیہ الفاظ لکھتا ہوں وہ حضرت صاحب کے ذاتی الفاظ ہوتے ہیں وہ حضرت صاحب کی طرف سے منظور شدہ ہیں۔ میں وہ الفاظ اپنی طرف سے نہیں لکھتا۔ اگر تو آپ یہ سمجھیں گے کہ یہ دعائیہ الفاظ حضور کی طرف سے ہیں تو آپ کو برکت ملے گی اور اگر آپ یہ خیال کریں گے کہ یہ عبدالخالق نے آپ ہی لکھ دیئے تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

> بچپن سے خدا نما لوگوں کو دیکھا ان کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا تو چھوٹی عمر سے ہی اللہ تعالیٰ کے متعلق پتہ چل گیا۔ پھر ربوہ کا اس وقت کا ماحول تھا کہ بچے کی گھٹی میں یہ بات ڈال دی جاتی تھی کہ جو مانگنا ہے خدا تعالیٰ سے مانگنا ہے۔ میں نے بھی اپنے بچوں کو یہی کہا کہ جو مانگنا ہے خدا تعالیٰ سے مانگنا ہے۔

سوال۔ حضور خطوط کے جوابات میں زیادہ تر کس طرف توجہ دلاتے ہیں؟

جواب۔ عبادت، تعلق باللہ، نماز سنوار کر پڑھیں، روزانہ ایک گھنٹہ تہجد پڑھیں۔ مجھے لوگ اکثر کہتے ہیں کہ لوگ ہماری باتیں نہیں سنتے ہماری باتوں میں اثر نہیں ہے۔ تو میں انہیں کہتا ہوں کہ ہمارے اور بزرگوں کے درمیان یہی فرق ہے کہ وہ عبادت گزار تہجد گزار لوگ تھے۔ وہ لوگ نماز وقت پر پڑھتے تھے یہ نہیں کہ صبح کی نماز آٹھ بجے پڑھ رہے ہیں۔ جب آپ کا خدا سے صحیح تعلق ہی نہیں تو آپ کی باتوں میں اثر کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کا خدا سے زندہ تعلق تھا اسی لئے ان کی باتوں میں بھی اثر تھا۔

سوال۔ حضور نے آفس منظم کرنے کے لیے آپ کی رہنمائی زبانی فرمائی یا تحریری؟

جواب۔ حضور ملاقاتوں میں ساتھ کے ساتھ زبانی رہنمائی فرماتے رہے۔

سوال۔ کیا آپ روزانہ آفس جاتے ہیں اور کتنے ٹیم ممبرز ہیں

جواب۔ چھ ٹیم ممبرز ہیں اور بیشتر کام گھر سے ہی کرتے ہیں کیونکہ ہم نے تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق خطوط کے جواب دینے ہوتے ہیں۔ دفتر تو فائیلنگ وغیرہ کیلئے جانا ہوتا ہے۔

سوال۔ انصاراللہ کے رسالے کے توسط سے آپ انصار بھائیوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب۔ پیغام یہی ہے کہ جو حضرت صاحب فرماتے ہیں اس پر مکمل طور پر عمل کریں۔ اگر ہم عمل کریں گے تو اس میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور ہم عمل نہیں کرتے تو اس میں صرف ہمارا نقصان ہے حضرت صاحب کا یا جماعت کا کوئی

نقصان نہیں۔ حضور صرف وہی باتیں بتا رہے ہیں جن میں ہمارے لئے شفاء ہی شفاء ہے۔ اگر انسان حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جائے وہ جو نسخہ یا دوائی آپ کو دے وہ آپ لاکر کوڑے کے ڈبے میں پھینک دیں تو آپ کو شفاء تو نہیں ہوگی ناں۔ ہم جاتے ہیں حضور کے پاس وہ ہمیں نسخہ دیتے ہیں لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے تو شفاء تو نہیں ہوگی ناں۔ آج اُخرِجت للناس کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے۔ ہم نے بنی نوع انسان کی خدمت اور ہمدردی کے کام کرنے ہیں، حضور ہمیں اس طرف بلا رہے ہیں۔ ابھی جو جنگ عظیم پر خطبہ دیا ہے کہ ہم اس سے خود کیسے بچ سکتے ہیں اور ہم نے دوسروں کو کیسے بچانا ہے تو اگر ہمارے پاس اپنے آپ کو بچانے کے اسباب نہیں تو ہم نے دوسروں کو کیا بچانا ہے۔ یہ بات ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہونی چاہئے لیکن ہم ہر بات سن کر اکثر کہہ دیتے ہیں کہ خیر ہے لیکن میں سمجھتا ہوں خیر نہیں ہے۔

سوال۔ آپ مجلس انصار اللہ یوکے کے اجتماع پر مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے تشریف لائے۔ تعریف تو اکثر پسند کی جاتی ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہماری کمزوریوں کے متعلق بتائیں تاکہ آئندہ نہ صرف ہم ان سے بچ سکیں بلکہ ہم خدا کے فضل سے مزید بہتری کی طرف توجہ دے سکیں؟

جواب۔ سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم کمزوری دیکھتے ہیں لیکن اس کیطرف توجہ نہیں دلاتے حالانکہ ہمارے بزرگان دلاتے تھے۔ اگر ہم توجہ دلائیں گے نہیں تو ترقی کیسے ہوگی۔ ہمارے معاشرے میں مہمان اگر کسی کمزوری کی طرف توجہ دلائے تو عموماً اسے پسند نہیں کیا جاتا اسی لیے میں نے یہاں سب سے پہلے یہ کہا کہ میں مہمان نہیں ہوں۔ دوسرا یہ کہ میرا کام ہی یہی ہے کہ میں آپ کو آپ کی کمزوریوں کے متعلق بھی بتاؤں ورنہ ترقی کیسے ہوگی۔ مثال کے طور پر رہائش کا انتظام اس سے کم خرچ میں زیادہ اچھا کیا جاسکتا تھا۔ دیکھیں آپ اپنا مال اپنے وسائل استعمال کر کے ایک ناقص چیز لے رہے ہیں جبکہ کم قیمت پر اچھی چیز دستیاب ہے۔ اسی طرح یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے کاموں پر نظر رکھیں۔ اگر ایک انسان بشری کمزوری کی وجہ سے غلطی کر رہا ہے تو ہمیں اسے روکنا چاہئے۔ اس لئے خاموش نہیں رہنا چاہیے کہ وہ برا منائے گا۔ لیکن پیار اور حکمت سے بتائیں کیونکہ ہر انسان کا سمجھنے کا طریقہ اور مزاج مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح جن کی ذمہ داری ہے کام لینے کی ان میں حوصلہ نہیں ہے یہ نہیں پتہ کس سے کیا کام لینا چاہیے بعض لوگ غصے میں جلدی آجاتے ہیں ان کی بات تحمل سے سننی چاہیے انہیں بیچ میں روک نہیں دینا چاہیے ورنہ وہ اور غصے میں آجاتے ہیں۔ جس سے جو کام نکل سکتا ہے اس سے وہ کام لو۔ انسان کو سیکھنا چاہئے میں نے بھی سیکھا ہے۔ اور ساری باتیں خلافت کے در سے سیکھیں ہیں اگر میں سیکھ سکتا ہوں تو سارے سیکھ سکتے ہیں۔ آپ کے اجتماع میں جو لوگ آئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو آنے والے ہیں جو لوگ نہیں آتے وہ نہیں آئے۔ ان سے جاکر ملیں صرف چند ایک لوگ ہوتے ہیں جو نہیں سمجھتے لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جب آپ ان سے پیار سے ملیں گے، ان سے ہمدردی کریں گے تو وہ آنے لگیں گے۔ ہمیں آپس کے اختلافات ختم کرنے چاہئیں نہ صرف ہم یہ بات خود سمجھیں بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کو بھی سمجھائیں ہم سب حضور کے کاموں کا بہت سا وزن کم کرسکتے ہیں ہم ذرا ذرا سی بات پر لڑتے جھگڑتے ہیں ہم انہیں اپنی مجلس ریجن اور ملکی سطح پر حل کرنے کی کوشش نہیں کرتے پھر وہ معاملات حضور تک پہنچتے ہیں اور حضور کا کام مزید بڑھ جاتا ہے۔ کئی دفعہ میری نظروں سے یہ واقعات گزرے ہیں کہ ذرا سی بات پر جھگڑا ہوا اور اخراج کی سزا ہوگئی۔ بعد میں پتہ چلا کہ دو تین سو پونڈ ادا نہیں کئے تھے جب دوستوں یا عزیز و اقارب کو پتہ لگا انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں بتاتے، ہم ادا کر دیتے۔ میری بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم سب مل کر اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں تو نہ صرف ہم اپنے ارد گرد کے ماحول کو پر امن بنا رہے ہوں گے بلکہ حضور کے بھی مدد گار بن رہے ہوں گے۔

سوال۔ پسند فرمائیں تو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت کا ایک واقعہ شیئر کریں؟

جواب۔ شفقت ہی شفقت ہے۔ بے شمار واقعات ہیں ایک دفعہ میں نے دفتر کی ڈاک نکالنے کے لیے لیٹر بکس کھولا تو اس میں کھجور کا ڈبہ پڑا ہوا تھا میں نے پوچھا بشیر صاحب (آفس ورکر) یہ کس نے ڈبہ رکھ دیا ہے۔ کہنے لگے حضور نے آپ کے لئے دیا ہے۔

میں انگلستان میں ایک دوسرے ملک سے آیا تھا، انگریزی بھی اتنی اچھی نہیں تھی پہلے تو ایسے ہی ایک دو جگہ کام کیا۔ حضرت صاحب سے دعا کے لیے کہا۔ حضور نے فرمایا کہ ٹیکسی چلانے کے کام کی کوشش کرو۔ تین بار ڈرائیونگ ٹیسٹ دیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر حضرت صاحب کی دعاؤں سے انڈر گراؤنڈ ریلوے اسٹیشن میں بکنگ کلرک کی نوکری مل گئی۔

خاکسار اپنی ٹیم کے ساتھ محترم عبدالخالق صاحب کا بہت شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہمیں انتہائی مصروفیت کے باوجود وقت دیا بہت محبت سے پیش آئے ہمارے علم میں اپنی نصائح اپنے تجربات اور ذاتی واقعات سے بے پناہ اضافہ کیا فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو صحت و سلامتی والی لمبی فعال بابرکت زندگی سے نوازے تا دیر خدمت دین کی احسن رنگ میں توفیق دیتا چلا جائے آمین

آخر پر خاکسار (کاشف ریحان) اپنے ٹیم ممبرز مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب اور مکرم ناصر شبیر صاحب کا بھی شکر گزار ہے جنہوں نے اس موقع پر میرا ساتھ دیا اور معزز مہمان سے قارئین کے لیے ایمان افروز یادیں جمع کرنے اور تلقین عمل پر مشتمل واقعات اور نصائح محفوظ و مرتب کر کے قارئین تک پہنچانے میں معاونت کی۔ اجازت دیں۔ اگلے شمارے میں خاکسار انشاءاللہ پھر ایک نئے مہمان کے ساتھ حاضر ہوگا۔ اپنے تاثرات سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔ اللہ حافظ۔

حافظ برہان محمد خان
استاد جامعة الاحمدیہ

مجلسِ انصار اللہ کا قیام اور مقاصد

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات بخشے گا (محمد آیت 8)

اللہ تعالیٰ کی مدد کرنا کیا ہے یہی کہ اس کے مقرر کردہ امام کی پیروی کرنا اور محبت، اخلاص اور جوش کے ساتھ اس کی نازل کردہ تعلیم پر عمل پیرا ہونا۔ اسی غرض کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء مبعوث فرمائے اور بالآخر نبیٔ آخر زماں صلعم کو مبعوث فرمایا، جس کی صحبت اور تربیت کے نتیجہ میں عرب کے بادیہ نشین (صحرا میں رہنے والے/دیہاتی) دنیاوی اعتبار سے اُس زمانے کی عالمی طاقتوں کے فاتح بنائے گئے اور روحانی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا خطاب ملا یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیم اور اس کے رسول کی پیروی میں اس قدر بڑھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا کہ اللہ ان سے خوش ہو گیا اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر ہی اپنی زندگیاں گذارنے لگے۔ مگر وقت کے گذرنے کے ساتھ اس صاحبِ ختمِ نبوت صلعم کی طرف منسوب ہونے والے

افراد کے عملوں میں بگاڑ آگیا، اللہ کو بھول گئے، وہ روحانیت سے عاری ہو گئے ،وہ بے دین اور بدچلن ہو گئے جس کا نقشہ ان کے کسی اپنے نے ان کو مخاطب کر کے اس طرح کھینچا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اہلِ اسلام کی اس حالتِ زار کو دیکھ کر ایک روح تھی جو رنجیدہ تھی، ایک دل تھا جو بیقرار تھا ایک وجود تھا جو تڑپ تڑپ کر پکار رہا تھا کہ:-

قوم میں فسق و فجور و مَعصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار
ایک عالَم مرگیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

اللہ تعالیٰ نے اِس بندے کی جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا یہ پکار سنی اور اللہ تعالیٰ نے در حقیقت اس بندے کو احیاءِ اسلام کی عظیم ذمہ داری کے لیے ہی تیار کر رکھا تھا اسے مہدیٔ آخر زماں بنا کر مبعوث کیا اور فرمایا:۔ جب تو نے اس خدمت کے لیے قصد کر لیا تو خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے روبرو اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہو گا جو انکے ہاتھوں پر ہو گا۔

(روحانی خزائن ج3 ص565)

اس پیارے مہدی کی قائم کردہ جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جس کی پشت پر خدا کا ہاتھ ہے اسکے مقدر میں پھلنا پھولنا اور ترقی کی بلندیوں کو چھوتے چلے جانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے افرادِ جماعت کو فعال رکھنے اور آسمانی تعلیم کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنے کے لیے جہاں خلافت کی زیرِ نگرانی ایک مضبوط جماعتی نظام عطا فرمایا ہے وہاں وقت کے گذرنے کے ساتھ اس نظام کو مضبوط تر کرنے کے لیے اس کے تمام افراد کو جنس اور عمر کے تفاوت کے مطابق مختلف ذیلی تنظیموں سے جوڑ دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی تحریک اور رہنمائی میں دسمبر 1922ء سے عورتوں کی تربیت کے لیے لجنہ اماء اللہ اور جنوری 1938ء سے نوجوانوں کی تربیت کے لیے مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم ہوئیں اور بہت جوش اور ولولے سے اپنی تعلیمی تربیتی ذمہ داریاں ادا کرنے لگیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کی تنظیم کو مزید منظم اور مستعد بنانے کے لئے 26 جولائی 1940ء کو اعلان فرمایا کہ: آج سے قادیان کے خدام الاحمدیہ کا کام طوعی نہیں بلکہ جبری ہو گا۔ ہر وہ احمدی جس کی پندرہ سے چالیس سال تک عمر ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پندرہ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام لکھا دے۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ کو ارشاد فرمایا کہ ایک مہینے کے اندر اندر آٹھ سے پندرہ سال کی عمر کے بچوں کو منظم کرے۔ اور اطفال الاحمدیہ کے نام سے ان کی ایک جماعت بنائی جائے اور میرے ساتھ مشورہ کر کے ان کے لئے مناسب پروگرام تجویز کیا جائے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی حضور نے چالیس سال سے اوپر کے احمدیوں کی ایک مستقل تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام مجلس انصار اللہ تجویز فرمایا۔ اور فی الحال قادیان میں رہنے والے تمام اِس عمر کے احمدیوں کی شمولیت اس میں لازمی اور ضروری قرار دی۔ انصار اللہ کی تنظیم کا عارضی پریزیڈنٹ مولوی شیر علی صاحب کو نامزد فرمایا اور ان کی اعانت کے لیے تین سیکرٹری مقرر فرمائے۔ 1۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے 2۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے 3۔ حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 72،73)

تنظیم مجلس انصار اللہ کے قیام کے مقاصد

جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کے بانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: سلسلہ کی روحانی بقا کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہوئی ہیں۔ اور یہ تینوں نہایت ضروری ہیں رسول کریم صلعم کے زمانے میں آپؐ کی ٹریننگ سے ہزاروں استاد پیدا ہو گئے تھے۔ جو خود بخود دوسروں کو دین سکھاتے تھے۔ اور دوسرے شوق سے سیکھتے تھے۔ مگر اب حالات ایسے ہیں کہ جب تک دو دو تین تین آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نگرانی کا انتظام نہ کیا جائے کام نہیں ہو سکتا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 75)

حضرت مصلح موعود مزید فرماتے ہیں: ہماری جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانا ہے۔ تمام دنیا کو اسلام اور احمدیت میں داخل کرنا ہے۔ تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کرنا ہے۔ مگر یہ عظیم الشان کام اس وقت تک انجام نہیں دیا جا سکتا جب تک ہماری جماعت کے تمام افراد خواہ بچے ہوں نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے اور اس لائحہ عمل کے مطابق دن اور رات عمل نہیں کرتے جو ان کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ جب ہم تمام جماعت کے افراد کو ایک نظام میں منسلک کر لیں گے تو اس کے بعد ہم بیرونی دنیا کی طرف کامل طور پر توجہ کر سکیں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 74،75)۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ان ارشادات کی روشنی میں جماعتِ احمدیہ کی چاروں ذیلی تنظیموں کے مقاصد میں 1۔ سلسلہ کی روحانی بقاء کو دوام دینا 2۔ اپنے مقررہ لائحہ عمل پر عمل درآمد کر کے جماعت کی اندرونی تنظیم کو مکمل کرنا 3۔ تمام دنیا کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا 4۔ اور تمام دنیا کو اسلام اور احمدیت میں داخل کر کے اللہ تعالیٰ کے آستانے پر جھکانا ہے۔ ان عظیم مقاصد کے حصول کے لئے چاروں تنظیموں میں سے انصار کی تنظیم پر سب سے بڑھ کر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مثالی انسان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے "یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا اس میں سے بہترین (اعمال) کو ہم قبول کریں گے اور ان کی بدیوں سے درگذر کریں گے۔ وہ اصحاب جنت میں سے ہوں گے۔ یہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جاتا ہے۔

(الاحقاف 16،17)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے انصار بنا دے جو اپنی ان عظیم ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں اور قادر و مقتدر خدا ہمیں توفیق عطاء فرمائے کہ دل و جان سے ہم ان ذمہ داریوں کو بجالانے والے ہوں اور جماعت احمدیہ کے قیام کے جملہ مقاصد کے حصول میں اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں۔ اللّٰھم آمین

شرائطِ بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں

حافظ جہانزیب قریشی
ایوپن۔بیلجیئم

پہلی شرط بیعت

”بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو شرک سے مجتنب رہے گا“

خدا تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سورہ النساء آیت 49میں فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا اس کو کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اوراس کے علاوہ سب کچھ معاف کردے گا جس کے لئے وہ چاہے۔ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ افترا کیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:“اسی طرح خدا نے قرآن میں فرمایا (وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ۔۔۔۔ الخ) یعنی ہر ایک گناہ کی مغفرت ہوگی مگر شرک کو خدا نہیں بخشے گا۔ پس شرک کے نزدیک

مت جاؤ اور اس کو حُرمت کا درخت سمجھو"۔

(ضمیمہ تحفہ گولڈویہ ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 324-323 حاشیہ)

پھر فرمایا: "یہاں شرک سے صرف یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جائے بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور معبوداتِ دنیا پر زور دیا جاوے ۔ اسی کا نام شرک ہے"۔

(الحکم جلد 7 نمبر 24 مورخہ 30 جون 1903 صفحہ 11)

پھر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝

(لقمٰن آیت 14)

اس کا ترجمہ یہ ہے : اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب وہ اسے نصیحت کر رہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت میں شرک کا خدشہ تھا۔ چنانچہ ایک حدیث ہے: عبادہ بن نسی نے ہمیں شداد بن اوس کے بارہ میں بتایا کہ وہ رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں ؟ اس پر انہوں نے کہا۔ مجھے ایک ایسی چیز یاد آگئی تھی جو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس پر مجھے رونا آگیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اپنی امت کے بارہ میں شرک اور مخفی خواہشوں سے ڈرتا ہوں ۔ راوی کہتے ہیں ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا آپؐ کی امت آپؐ کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی ؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں ! البتہ میری امت شمس وقمر، بتوں اور پتھروں کی عبادت تو نہیں کریں گے۔ مگر اپنے اعمال میں ریاء سے کام لیں گے اور مخفی خواہشات میں مبتلا ہوجائیں گے ۔ اگر ان میں سے کوئی روزہ دار ہونے کی حالت میں صبح کرے گا پھر اس کو اس کی کوئی خواہش معارض ہوگئی تو وہ روزہ ترک کرکے اس خواہش میں مبتلا ہو جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 124 مطبوعہ بیروت)

شرک کی مختلف اقسام

گو جس طرح اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ظاہری شرک ، بتوں ، مورتیوں ، چاند کی عبادت کرکے نہ بھی ہو تو ریاء اور خواہشات کی پیروی بھی شرک ہے۔ اگر ایک ماتحت اپنے افسر کی اطاعت سے بڑھ کر خوشامد کی حد تک اس کے آگے پیچھے پھرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس سے میری روزی وابستہ ہے تو یہ بھی شرک کی ہی ایک قسم ہے ۔ اگر کسی کو اپنے بیٹوں پر ناز ہے کہ میرے اتنے بیٹے ہیں اور یہ بڑے ہو رہے ہیں اور کام پر لگ جائیں گے ، کمائیں گے ، مجھے سنبھالیں گے اور اب میں آرام سے اپنی بقیہ عمر گزاروں گا۔ یا میرے ان جوان بیٹوں کی وجہ سے میرے شریک میرا مقابلہ نہیں کر سکیں گے ۔ (برصغیر میں بلکہ ساری تیسری دنیا میں شریکے کی ایک بڑی گندی رسم ہے)۔ مکمل انحصار ان بیٹوں پر ہے ۔ اور وہ ناخلف نکلتے ہیں یا کسی حادثہ میں فوت ہو جاتے ہیں یا معذور ہو جاتے ہیں تو ایسے شخص کے تو تمام سہارے ختم ہوگئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلاَّاللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں ۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہیے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیے ۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے ۔ بت صرف وہی نہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بت ہے۔.......... یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو ، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی معزّ اور مذلّ خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مدد گار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اسی سے خاص کرنا ۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا ۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرن۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی ۔ اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکتہ الذات اور باطلتہ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا۔ اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا"۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349، 350)

اس کی پہلے میں نے مختصر وضاحت کر دی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے کسی اسم ، کسی فعل اور کسی عبادت میں غیر کو شریک کرنا ، یہ شرک ہے ۔ اور تمام بھلے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے کرے اس کا نام عبادت ہے۔ لوگ مانتے ہیں کہ کوئی خالق خدا تعالیٰ کے سوا نہیں ۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ موت اور حیات خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ اور قبضہ ، اقتدار و اختیار میں ہے۔ یہ مان کر بھی دوسرے کے لئے سجدہ کرتے ہیں ، جھوٹ بولتے ہیں اور طواف کرتے ہیں ۔ عبادت الٰہی کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کے روزوں کو چھوڑ کر دوسروں کے روزے رکھتے اور خدا تعالیٰ کی نمازوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غیر اللہ کی نمازیں پڑھتے ہیں اور ان کے لئے زکوتیں دیتے ہیں ۔ان باطلہ کی بیخ کنی کے لئے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا"۔

(خطبات نور صفحہ 8-7)

انصار ڈائجسٹ

احمدی مصنفّین کے بنیادی اصولی رنگ کی اہمیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنفّین کی اصولی رنگ میں رہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تاکہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتّع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

شیر دُلارا

رحیق المختوم
برطانیہ

مرحومہ والدہ سے جب کبھی ربوہ کا موسم پوچھا کرتا تھا تو اکثر کہتی تھیں کہ گرمی ہے تو میں نے اگر کبھی کہنا کہ رات تو موسم ابر آلود تھا تو کہتیں کہ ہمارے شیر کے سامنے کچھ نہیں ٹھہرتا اور ہمارا شیر چمک رہا ہے۔

سورج ہماری نظامِ شمسی کا شیر ہے دلارا ستارہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس عظیم الشان کائنات میں بہت سے ایسے ستارے ہیں جو ہمارے اس شیر دلارے کو اپنے سامنے بچہ سمجھتے ہوں گے مگر ایسا بھی نہیں کہ اس سورج کی طاقت کچھ کم ہے۔ ہمارے سورج کی طاقت و قوت کے اثر کی حد صرف آٹھ سیاروں تک ہی محدود نہیں بلکہ ایک تحقیق کے مطابق اس کا اثر دو نوری سال تک رہ سکتا ہے۔ اس اثر کا کیسے پتا چل سکتا ہے؟ کیا کوئی باہر والا آکر خبر دیتا ہے؟ یا کوئی مہمان اطلاع دیتا ہے؟ بالکل درست ہے ۔بہت سے ایسے باہر والے عناصر ہیں یا مہمان ہیں جو ہمیں اس اثر کی خبر دیتے ہیں۔ کئی ایسے عناصر ہیں جو اربوں میل کی دوری سے سورج کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

نیپچون Neptune کے مدار سے پرے کئی ملین میل وسیع ایسا علاقہ ہے جہاں برفیلے اور پتھریلے آوارہ اجسام کا بسیرا ہے۔ اس علاقے کو کوئیپر بیلٹ

KuiperBelt کہتے ہیں۔ یہ علاقہ پچاس آسٹرونومیکل یونٹس Astronom-ical Unit تک پھیلا ہوا ہے یعنی سورج سے زمین کے فاصلے جو کہ 15 کروڑ کلومیٹرز ہے کو اگر پچاس سے ضرب دیں تو اس کوئیپر بیلٹ کے پھیلاؤ کی حد آتی ہے۔ یقیناً یہ فاصلہ دماغ کو چکرا دینے والا ہے مگر بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ماہرین فلکیات کے مطابق ہمارے اس شیر دلارے سورج کی کشش اورٹ کلاؤڈ Oort Cloud تک بھی اچھی خاصی ہے۔ اور یہ اورٹ کلاؤڈ کیا ہے؟ یہ بھی دراصل آوارہ اُڑتی ہوئی برفیلی چٹانوں کی آماجگاہ ہے جو کہ ناقابلِ یقین حد تک وسیع ہے یعنی دو ہزار آسٹرونومیکل یونٹس سے لیکر دو لاکھ آسٹرونومیکل یونٹس تک ہے۔ کیا انسانی ذہن اس قدر وسیع فاصلے کا اندازہ کر سکتا ہے؟

اس فاصلے کو سمجھنے کے لئے فرض کریں کہ سورج ایک مٹر کا دانہ ہے اور زمین ریت کا ایک ذرہ اور دونوں کے درمیان 15 کروڑ کلومیٹرز کے فاصلے کو ہم ایک سینٹی میٹر کے برابر فرض کر لیتے ہیں اس سکیل کے مطابق یہ اورٹ کلاؤڈ مٹر سے دو کلومیٹرز دور ہو گا مگر یاد رہے کہ اس دو کلومیٹر کا ہر سینٹی میٹر 15 کروڑ کلومیٹرز کے برابر ہو گا۔ کبھی کبھار یہ برفیلے اجسام یا پہاڑ فضا میں تیرتے تیرتے دور دراز کے اندھے سفروں پر بھی نکل جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ ان پر دوسرے ستاروں کی کشش ثقل بھی اثر کرتی ہے۔

ہمارے سورج کے قریب ترین ستارہ کو پراکزیما سنٹوری Proxima Cen-tauri کہا جاتا ہے۔ سورج اور پراکزیما سنٹوری کا اورٹ کلاؤڈ مشترکہ ہے۔ تو اس اورٹ کلاؤڈ میں تیرنے والی چٹانیں کبھی سورج کی کشش کے حد میں آجاتی ہیں اور کبھی ان پر پراکزیما سنٹوری کا جادو چل جاتا ہے اور یہ اس طرف کھچی چلی جاتی ہیں۔

اورٹ کلاؤڈ سے آنے والی ان برفیلی چٹانوں یا اجسام کو ہم دمدار ستارے یا کامیٹس Comets بھی کہتے ہیں۔ جو جب سورج کے مدار میں داخل ہوتے ہیں تو درجہ حرارت بڑھنے کی وجہ سے اپنی شکل اختیار کر لیتے ہیں جن سے لگتا ہے جیسے ان کے پیچھے اک دم لگی ہوئی ہو جس بناء پر انہیں دم دار ستارہ کہا جاتا ہے۔ دم دار ستارے دراصل شہاب ثاقب کی ہی ایک قسم ہوتے ہیں مگر ایک فرق یہ ہے کہ شہابیے زیادہ تر پتھریلی اور دھاتی ساخت کے ہوتے ہیں۔ جبکہ دم دار ستارے زیادہ تر برف کے بنے ہوتے ہیں جن کے ساتھ گرد اور پتھر بھی کچھ مقدار میں شامل ہوتے ہیں۔ دوسرا فرق یہ کہ شہابیے زیادہ تر نظامِ شمسی کے اندر ہی موجود ہوتے ہیں جبکہ دم دار ستارے نیپچون کے مدار سے بھی پرے سے آتے ہیں۔ تیسرا فرق یہ کہ شہابیوں کی ساخت اور مدار گول یا بیضوی ہوتی ہے۔ جبکہ کامیٹس کے مدار چپٹے، لمبوترے اور بے ہنگم اور غیر مستحکم ہوتے ہیں۔

دم دار ستارے بے پناہ طویل فاصلے طے کرتے ہیں۔ اتنا طویل کہ ماہرین فلکیات ان فاصلوں کو کلومیٹرز یا میل میں نہیں ماپتے بلکہ سالوں کے پیمانے سے ماپتے ہیں۔ کامیٹس نظام شمسی میں تیز ترین رفتار سے سفر کرنے والے اجسام میں سے ہیں۔ یہ جوں جوں سورج سے دور ہوتے جاتے ہیں ان کی رفتار بتدریج کم ہوتی جاتی ہے مگر اس رفتار کی کمی ہوتے ہوئے بھی کئی ہزار سال تک کا فاصلہ بھی طے کر جاتے ہیں۔

یہاں ہم ہیلی کامیٹ Halley's Come کا ذکر مناسب ہو گا جو کہ ہر 76 سال بعد زمین کے آسمان پر نظر آتا ہے یہ کامیٹ سورج کے گرد اپنے مدار میں تقریباً سوا بارہ ارب کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ اسی طرح ایک اور کامیٹ جسے ہیلے بوپ Comet Hale-Bopp کہتے ہیں یہ سورج سے دور تقریباً 55 ارب کلومیٹرز کا سفر طے کرتا ہے اور یہ فاصلہ اتنا زیادہ ہے کہ زمین پر 2500 سال بعد نظر آسکتا ہے آخری دفعہ 1997ء میں زمین کے آسمان پر تقریباً 18 ماہ تک نظر آتا رہا تھا اور یہ تاریخ کا سب سے روشن ترین دم دار ستاروں میں سے ایک تھا۔ اس سے پہلے یہ تقریباً 42 سو سال پہلے زمین کے آسمان پر طلوع ہوا تھا اور اس کا ذکر قدیم مصری تحریروں میں بھی موجود ہے۔ ان تحریروں میں جو کہ مصر کے کھنڈرات سے ملی تھیں اس دم دار ستارے کو "آسمانوں میں فرعون کا زلفوں والا ساتھی" کہا گیا ہے۔

ماہرین فلکیات کے مطابق ہیلے بوپ کامٹ نے 2200 سال قبل از مسیح نظام شمسی کے سب سے بڑے سیارے مشتری کے ساتھ چھیڑ خانی کی تھی۔ یہ اس سیارے کی قوتِ ثقل کے زیر اثر خطرناک حد تک مشتری کے قریب چلا گیا تھا اور اس سیارے سے ٹکرانے سے بال بال بچا تھا اگر یہ اس سیارے سے ٹکرا جاتا تو فنا ہو جاتا مگر اس چھیڑ خانی کی وجہ سے اس کامیٹ کا مدار بری طرح متاثر ہوا اور اپنے اصل سے کافی حد تک کم ہو گیا ہے۔ یعنی اب تو یہ 2500 سال بعد ایک مقام پر دوبارا نظر آتا ہے اس سے پہلے یہ کہیں زیادہ وقت لیا کرتا تھا۔

2021 میں زمین سے ایک دم دار ستارہ نظر آیا تھا جسے نیو وائس Neowise کہتے ہیں۔ یہ اپنا ایک مدار 4400 سے 6700 سال کے درمیان مکمل کرتا ہے۔ ہمارے پیارے سورج کی روشنی ہم تک پہنچنے میں آٹھ منٹ اور اٹھارہ سیکنڈ لگتے ہیں۔ اور یہ روشنی ضیائی تالیف کے ذریعہ زمین پر تمام حیات کو خوراک فراہم کرتی ہے۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیے کہ زمین پر ہمارے راج دلارے اس شیر سورج سے اہم چیز زندگی کے لئے اور کوئی نہیں۔ سورج کی وجہ سے ہمارے سمندر گرم ہوتے ہیں ماحول ہلکا ہوتا ہے موسم ادلتے بدلتے ہیں پودوں کو توانائی ملتی ہے جس سے زمین پر زندگی کے لئے خوراک اور آکسیجن فراہم ہوتی ہے۔ اگر یہ شیر نا ہوتا تو زمین پر اس قدر سردی ہوتی کہ کوئی بھی زندگی سہار نا سکتی۔ ان گنت بیکٹریاز کی موت سورج کی روشنی سے ہو جاتی ہے۔ اور یہ روشنی بلڈ پریشر کم کرتی ہے ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے اور نیند کے معیار کو بہتر بناتی ہے۔ سورج سے تین قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں جن میں سے ایک حصہ انسانوں کے لیے بہت خطرناک ہے مگر یہ نقصان دہ شعاعیں اوزون کی تہہ کی وجہ سے زمین پر پہنچ ہی نہیں سکتیں۔ الغرض ہمارا سورج زمین کے لئے انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔

جیسا کہ فرمایا

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ (الرعد: 3)

اور سورج اور چاند کو بنی نوع کی خدمت پر مامور کیا۔ ہر چیز ایک معین مدت تک کے لئے حرکت میں ہے۔

سبحان اللہ والحمدللہ

مقدس کفن

اٹلی میں منعقدہ ”نمائش مقدس کفن 1898ء“ کے موقع پر لی گئی ایک یادگار تصویر جس میں معزز مذہبی رہنما مقدس چادر اٹھائے ہوئے ہیں۔

2ہزار سال سے محفوظ مقدس چادر

زمانہ حال کے آثارِ قدیمہ کے انکشافات میں حضرت مسیحؑ کی وہ 2ہزار سالہ چادر بھی ہے جو بطورِ کفن مسیحؑ کے جسم پر لپیٹی گئی تھی۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام کو زخموں سے چُور صلیب سے اتارا گیا تو ایک کمرہ نما قبر میں پتھر کی سِل پر رکھا گیا تھا اور یہی چادر اُن کے جسم پر تھی۔ یہ چادر اہلِ مغرب کے لیے ایک ”مقدس کفن“ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ مقدس چادر گذشتہ 2ہزار سال سے زائد عرصہ سے اٹلی کے شہر ٹورین (TURIN) کے شاہی گرجا گھر میں آج بھی محفوظ چلی آ رہی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو جب صلیب سے اتارا گیا تھا تو آپؑ کے زخموں سے خون رس رہا تھا جس کے دھبے مقدس چادر پر نقش ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے صلیب سے زندہ اتارے جانے کا یقینی ثبوت ہے کیونکہ بہتے خون کا تعلق دل کی حرکت سے ہوتا ہے۔

ناصر شبّیر
انٹورپن ۔ بیلجیئم

پارچہ جات پرمرہم لگا کر یسوع کے بدن کے گرد لپیٹا گیا

یوحنا باب 19 آیات 38 تا 41 میں لکھا ہے کہ ارمتیا کے رہنے والے یوسف نے پیلاطس منصف سے اجازت چاہی کہ وہ یسوع کی لاش اپنے ساتھ لے جائے۔ پیلاطس نے اجازت دے دی پس وہ آکر لاش کو لے گیا اور نکادیمس (حکیم) بھی جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا اور 50 سیر کے قریب "مُر اور عود" عرق ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اس کتانی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح یہودیوں میں مردے کو دفن کرنے کا دستور ہے۔ اور جس جگہ وہ مصلوب ہوا وہاں ایک باغ تھا جس میں ایک نئی قبر تھی جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا۔ پس انہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھ دیا۔ کیونکہ یہ قبر نزدیک تھی۔ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ پارچاجات پر ادویہ اور مرہم لگا کر ان کو یسوع کے بدن کے گرد لپیٹ دیا اور لوگوں میں یہ ظاہر کیا کہ مصالحہ اس لیے لگایا گیا ہے کہ اس کا جسم عید کے بعد مرجھانے اور ضائع ہونے سے بچا رہے پھر عید کے بعد اس کی لاش کو مصالحہ لگایا جائے گا۔

قسطنطنیہ کے ایک راہب خانہ میں مقدس کفن

یہ کتانی چادر 14 فٹ لمبی ہے۔ اس چادر کو ملکہ پلچیریا (PULCHERIA) نے 436ء میں قسطنطنیہ کے ایک عبادت خانے میں بحفاظت رکھوایا تھا۔ ایک فرانسیسی بشپ آرکلپس سے یہ بیان منسوب ہے کہ وہ جب 640ء میں یروشلم کی زیارت کے لیے گیا وہاں اسے یہ مقدس کفن دیکھنے کو ملا۔ یہ کفن (مقدس چادر) 1204ء تک وہیں رہا۔ جب صلیبی جنگجو چوتھی جنگ میں فتح مند ہو کر قسطنطنیہ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک راہب خانہ "سینٹ میری آف پلیچرنس" میں بھی مقدس کفن رکھا گیا تھا۔ رابرٹ ڈوکلیری جس نے چوتھی صلیبی جنگ کے حالات لکھے ہیں، لکھتا ہے کہ اس کپڑے پر ہمارے آقا مسیح کی شبیہ مبارک کے نقش نظر آتے تھے۔ جب شہر پر دشمن کا قبضہ ہو گیا تو افراتفری پھیلنے کی وجہ سے کچھ علم نہ ہو سکا کہ مقدس کفن کہاں گیا۔
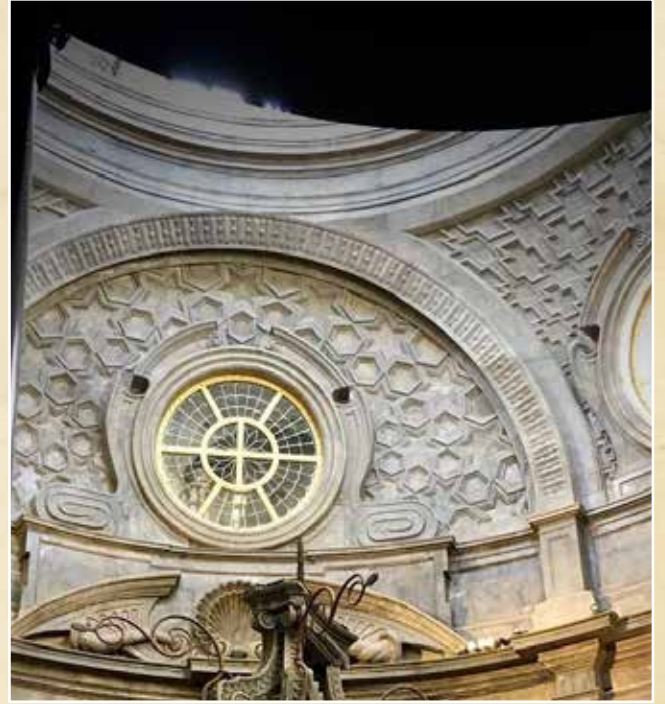
گرجا گھر میں آتش زنی کے بعد مقدس کفن کی چوری

کئی برس کے بعد پھر آرچ بشپ بیسانکاں کے پاس یہ مقدس کفن پانس ڈولاراشے کے ذریعہ پہنچا۔ اسے سینٹ ای این کے گرجا میں رکھا گیا جہاں یہ مقدس کفن 1349ء تک احترام کے ساتھ رکھا گیا۔ 1349ء میں یہ گرجا گھر آگ لگنے سے تباہ ہو گیا اس موقع پر یہ مقدس کفن چوری ہو گیا۔ 8 سال کے بعد 1357ء میں پھر ظاہر ہوا اور فلپ ششم نے اسے کونٹ ڈوچارنی کے قبضہ میں دے دیا۔ ڈوچارنی نے اسے "لاٹرے" کی مذہبی درسگاہ میں احتیاط سے رکھوا دیا۔

مقدس کفن دوبارہ آگ کی نذر اور مرمت کاری

مذہبی درسگاہ سے یہ کفن ڈیوک آف سیوائے کی بیوی کو اس خاندان کے آخری فرد کی وساطت سے جو ایک عورت تھی 1452ء میں بطورِ تحفہ دیا گیا۔ ڈیوک آف سیوائے نے چیمبری (بیلجیئم) میں ایک گرجا بنوا کر اس کفن کو وہاں رکھوادیا۔ 1532ء میں اس گرجا گھر کو بھی آگ لگ گئی اور جس چاندی کے صندوق میں یہ کفن رکھا گیا تھا وہ آگ سے پگھل گیا اور پگھلی ہوئی چاندی اس تہہ شدہ کفن کے کناروں پر گری جس سے کفن کے تہہ شدہ کنارے جل گئے جنہیں کلیسا کی ننوں (وقف عورتیں) نے مرمت کر کے درست کر دیا۔

1898ء میں مقدس کفن کی عوامی طور پر نمائش

یہ کفن بالآخر اٹلی کے شہر ٹیورن (TURIN) میں 1578ء میں لایا گیا جہاں اسے گرجا گھر میں احترام و احتیاط کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ اس کی عام زیارت نہیں کروائی جاتی تھی جو صرف خاندانِ سیوائے (اٹلی کا حکمران) کی اجازت سے مشروط تھی۔ 1898ء میں یہ کفن پہلی بار عام لوگوں کو دکھانے کے لیے نکالا گیا۔ 1898ء میں اٹلی کے ایک وکیل نے ردائے مسیح کی تصویر لی۔ جب اس نے تصویر کو ڈویلپ کرنے کے بعد اس کے عکس کو سورج کی روشنی میں دیکھا تو اس کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے چہرے اور جسم کے مدھم نقوش والی یہ تصویر مثبت تھی اور کفن والی تصویر منفی تھی۔

مقدس چادر پر حضرت مسیحؑ کے جسم کے نقوش حقیقی ہیں

1931ء میں کفن کی دوبارہ نمائش ہوئی تو ایک اطالوی فوٹوگرافر مسٹر انری نے چرچ کے خاص اہتمام کے ماتحت دوسری بار اس چادر کا فوٹو لیا جو پہلے سے بہتر آلات اور تیز برقی شعاعوں کی وجہ سے بہترین نتائج کا حامل تھا جس میں تصویر واضح اور صاف تھی۔ جرمن تحقیق دانوں کے مطابق اس مقدس چادر کو عرق "مُر" میں ڈبویا گیا تھا۔ لہٰذا جب زخمی حضرت مسیح علیہ السلام کے گرد یہ چادر لپیٹی گئی تو خون، پسینے سے چادر نمدار ہو گئی اور اس پر مسیحؑ کے جسم کے نقوش ثبت ہو گئے چونکہ یہ مقدس کفن کیمرے کی ایجاد سے پہلے کا ہے لہٰذا یہ قطعی ثبوت ہے کہ یہ تصویر طبعی اور قدرتی ہے اور کسی مصوّر کے انسانی ہاتھ سے نہیں بنائی گئی۔

عید ملنا

ڈاکٹر محمد یونس بٹ کے مضمون "افراتفریح" سے ماخوذ

۔۔۔سیاست دان تو عید یوں ملنے نکلتے ہیں جیسے ایکشن کمپین پر نکلے ہوں۔جیتنے سے پہلے عید تو وہ آگے بڑھ کر ملتے ہیں اور جیتنے کے بعد عید مل کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔پنجاب کے ایک سابق گورنر کا عید ملنے کا انداز نرالہ ہوتا تھا۔ان کا حافظہ ہمارے ایک ادیب دوست جیسا تھا جو ایک ڈاکٹر سے اپنے مرضِ نسیان کا علاج کروا رہے تھے دو ماہ کے مسلسل علاج کے بعد ایک دن ڈاکٹر نے پوچھا "اب تو نہیں بھولتے آپ؟" "بالکل نہیں مگر آپ کون ہیں اور یہ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" وہ سابق گورنر بھی عید پر معززینِ شہر سے عید ملنا شروع کرتے،ملتے ملتے درمیان تک پہنچتے تو بھول جاتے کہ کس طرف کے لوگوں سے مل لیا اور کس طرف کے لوگوں سے ابھی ملنا ہے۔یوں وہ پھر نئے سرے سے عید ملنے لگتے۔ایسے ہی ایک صاحب تیز دریا عبور کرنے کی کوشش میں تھے مگر عین دریا کے درمیان سے واپس پلٹ آئے۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے در اصل جب میں دریا کے درمیان پہنچا تو بہت تھک گیا تھا سو واپس لوٹ آیا۔

شاعر وہ طبقہ ہے جو خوشی غمی ہر دو موقعوں پر شعر سناتا ہے۔کہتے ہیں کہ سکھ کرپان کے بغیر،بنگالی پان کے بغیر اور شاعر دیوان کے بغیر گھر سے نہیں نکلتا۔اس لئے شاعر عید ملنے کے لئے بھی مشاعرے ہی کرتے ہیں۔بچے پیار سے عید کو عیدی کہتے ہیں اس لئے ان کو عیدی ملنا ان کی عید ملنا ہے۔عورتیں بھی اکٹھی ہو کر عید ملتی ہیں لیکن جہاں چار عورتیں اکٹھی ہوں وہاں وہ ایک دوسری سے نہیں پانچویں سے خوب ملتی ہیں اور کوئی وہاں سے اُٹھ کر اس لئے نہیں جاتی کہ جانے کے بعد وہاں بیٹھی رہنے والیاں اس سے "عید ملنا" نہ شروع کر دیں۔

عید کے روز امام مسجد سے عید ملنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی مٹھی مولوی صاحب کی ہتھیلی پر یوں رکھیں کہ ان کے منہ سے جزاک اللہ کی آواز نکلے۔چھوٹے شہروں میں نوجوانوں کی اکثریت سینما گھروں میں بھی عید ملنے جاتی ہے۔بکنگ کے سامنے وہ عید ملن ہوتی ہے کہ جو سفید سوٹ پہن کر آتا ہے وہ براؤن سوٹ بلکہ کبھی کبھی تو کالے سوٹ میں لوٹتا ہے،اکثر بنیان میں بھی واپس آتے ہیں عید ملنا وہ ورزش ہے جس سے وزن بہت کم ہوتا ہے میرا ایک دوست بتاتا ہے کہ بیرونِ ملک میں نے عید پر سو پونڈ (وزن) کم کیا۔

رفیق احمد ہاشمی۔ آلکن،بیلجیئم

مجرّب نسخے بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ

دربارہ برف کی قلفیاں

اس کے بعد سردی کی شدت کا ذکر رہا کہ رات کو برف جم گئی اور اکثر لڑکوں نے اس سے قلفیاں بنا کر کھائیں جس سے اکثر بیمار ہو گئے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس کا استعمال اس موسم میں بہت مضر ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 296)

دربارہ کثرت پیشاب

آپ دودھ کثرت سے پئیں۔ وہ اس مرض میں بہت مفید ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 329)

سونے چاندی اور ریشم کا استعمال

عرض کی گئی کہ چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کئے جاویں؟ فرمایا کہ

3۔4 ماشہ تک تو حرج نہیں لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔ اصل میں سونا چاندی عورتوں کی زینت کے لئے جائز رکھا ہے۔ ہاں علاج کے طور پر ان کا استعمال منع نہیں۔ جیسے کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا طبیب بتلاوے تو بطور علاج کے صحت تک وہ استعمال کر سکتا ہے۔

ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ اسے جوئیں بہت پڑی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ تو ریشم کا کرتہ پہنا کر اس سے جوئیں نہیں پڑتیں۔ (ایسے ہی خارش والے کے لئے ریشم کا لباس مفید ہے۔)

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 121۔120)

ذیابیطس اور شہد

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

اس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں۔ مگر عسل (شہد) تو خداتعالےٰ کی وحی سے تیار ہوا ہے۔ اس لئے اس کی خاصیّت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شفاءٌ للناس ملنا فرمایا جاتا۔ مگر اس میں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی کے ہے اس لئے مکھی جو پھولوں سے رس چُوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا حتیٰ کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا اور وہاں دس رکعت اشراق نماز ادا کیں۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحات 248-249)

دیسی بوٹیاں

سیر میں برلب سڑک خودرَو بُوٹیوں کی طرف اشارہ کر کے اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کو مخاطب کر کے حضرت اقدس نے فرمایا:

یہ دیسی بُوٹیاں بہت کارآمد ہوتی ہیں مگر افسوس کہ لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

حضرت مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ بُوٹیاں بہت مفید ہیں۔ گندلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہندو فقیر لوگ بعض اسی کو جمع کر رکھتے ہیں اور پھر اسی پر گذارا کرتے ہیں۔ یہ بہت مقوی ہے اور اس کے کھانے سے بواسیر نہیں ہوتی۔ ایسا ہی کنڈیاری کے فائدے بیان کئے جو پاس ہی تھی۔

حضرت نے فرمایا:

ہمارے ملک کے لوگ اکثر اُن کے فوائد سے بے خبر ہیں اور اس طرح توجہ نہیں کرتے کہ اُن کے مُلک میں کیسی عمدہ دوائیں موجود ہیں جو کہ دیسی ہونے کے سبب اُن کے مزاج کے موافق ہیں۔

(ملفوظات جلد نہم صفحات 254 تا 255)

دودھ اور بخار

اگر دودھ ہضم ہونے لگ جاوے تو بخار اس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 292)

علم طبابت ظنّی ہے

علم طبابت ظنّی ہے۔ کسی کو کوئی دوا پسند کسی کو کوئی۔ ایک دوا ایک شخص کے لئے مُضِرّ ہوتی ہے دوسرے کے لئے وہی دوا نافع۔ دوائیوں کا راز اور شفا دینا خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی کو یہ علم نہیں۔ کل ایک دوائی میں استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا "خطرناک" دوائیں اندازہ کرنے پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ

ضرور توں کو لینا چاہیئے۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 115)

دانت درد کا علاج

ایک صحابی کے دانت میں سخت درد تھی حضرت نے فرمایا کہ:۔

اس کے لئے مجرّب علاج یہ ہے کہ ایک بوٹی بنام کارابارا نہر کے کنارے ہوتی ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب اسے لے کر منہ میں رکھا اور چبایا اور اس کا اثر دانت پر پہنچا کیسا ہی سخت درد کیوں نہ ہو آرام ہو جاتا ہے۔

ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کارابارا اور کاربولک ایک ہی شے معلوم ہوتی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ:۔

یہ عربی لفظ قَلَعَ وَبَرا ہو گا نہ کہ کاربولک۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 437،438)

مچھلی کی ہڈی گلے میں پھنس جانے کا علاج

جناب نواب صاحب کے لڑکے کے گلے میں ایک ہڈی کا ٹکڑا پھنس گیا تھا۔ مولوی صاحب اس کے علاج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب نواب صاحب کے ساتھ واپس آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ ہڈی پھنس گئی تھی اور شکر ہے کہ نکل گئی۔

فرمایا:۔ مچھلی کی ہڈی کا علاج تو سہل ہے کہ دہی سرکہ ملا کر پلایا جاوے تو فوراً نکل جاتی ہے۔

اور فرمایا کہ:۔ خدا کا فضل قدم قدم پر انسان کو مطلوب ہے اگر اس کا فضل نہ ہو تو یہ بھی نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 205)

سر درد اور متلی کا علاج

نماز ادا کر کے حضرت اقدسؑ تشریف لے جانے لگے تو مفتی محمد صادق صاحب نے سر درد اور کچھ متلی وغیرہ کی شکایت کی۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:۔

آج شب کو کھانا نہ کھانا اور کل روزہ نہ رکھنا۔ سکنجبین پی کر اس سے قے کر دو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 438)

اضطراب کا علاج

مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کی علالت طبع کا ذکر آگیا کہ ان کو اضطراب بہت ہے۔ فرمایا کیوڑہ اور گاؤزبان بہت مفید ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 390)

کھانسی کا علاج

26 جنوری 1903ء حضورؑ نے تشریف لا کر مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو فرمایا کہ:۔

میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سامنے جائفل اور ایک گانٹھ نہیں معلوم سپاری کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد مجھے دو گھنٹہ تک کھانسی سے بالکل آرام رہا حالانکہ اس سے پیشتر مجھے کھانسی دم نہ لینے دیتی تھی۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 164)

طاعون کا مفید اور مجرّب علاج

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ

اس کے لئے جونک کا لگانا اور زیادہ مقدار میں مگنیشیا کا جلاب دے کر پھر کیوڑہ اور زربی وغیرہ مصفّی خون ادویہ کا استعمال کرنا بہت مفید اور مجرّب ہے کیونکہ اس میں خونی اور سوداوی مواد ہوتے ہیں۔ یہ ان دونوں کا علاج ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 438)

سر درد کا علاج

ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کی میرے سر میں درد رہتا ہے اور ہمیشہ گرمی میں تنگ کرتا ہے شام کو جب ٹھنڈ شروع ہوتی ہے تو آرام ہو جاتا ہے ورنہ تمام دن اور گرمی کے وقت مجھے سخت تکلیف رہتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ علاج بھی کیا ہے اس نے کہا ہاں۔ وہ ٹکیہ بھی کھائی ہیں جو کہ سر درد کے آرام کے لئے آج کل مشہور ہیں مگر فائدہ نہیں۔

فرمایا کہ:۔ ہڈیوں کا شوربہ پیا کرو۔ ہڈیاں ایسی لیں جن میں کچھ گوشت چڑھا ہو اس کو ابال کر شوربہ ٹھنڈا کرو کہ چربی جم جاوے۔ اس چربی کو نکال دو۔ ایک رومال پانی میں تر کر کے شوربہ اس میں چھانو کہ چربی اس میں لگ جاوے اور خالص شوربہ رہے وہ پیا کرو اور ہم دعا بھی کریں گے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 406)

اے

میرے پیارے تیرا یہ احسان ہی

میری عمر کی حمد و ثناء کے لیے کافی ہے کہ تو نے مجھے

اپنی محبت عطا کی ہے۔تیرے خوف نے میرا ہاتھ تھام رکھا

ہے اور تیری رحمت نے میری آنکھیں میچ رکھی ہیں۔میں گناہ سے

ڈرنے لگا ہوں کہ مجھے تیرے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔اور

نعمتیں کیا ہوں گی جو یہ محبت ہے جس نے مجھے پاک رہنے کا

ہنر سکھایا ہے جو میری خواب گاہ کے باہر ماہر شمشیر

زن کی طرح ٹہلا کرتی ہے۔

عاطف وقاص

ٹورنٹو۔ کینیڈا

غزل

میں جانتا ہوں دید کی، اگر طاقت نہیں مجھے
عجلت میں راہ بدل دوں ، یہ عادت نہیں مجھے

میں خاک اُڑا کے خوش ہوں، کہ وصل یار ہو
گرے گی کہاں کہاں پر ، یہ وحشت نہیں مجھے

تو کل کی راہ کٹھن ہے ، مگر محبوب کے سواء
کسی اور کو صدا دوں، یہ لجاجت نہیں مجھے

محفل میں تو نہیں گر ، تو جنت کو کیا کروں
نہ مطلب حصول نعمت، کوئی حاجت نہیں مجھے

چھا یا خواب و خیال پر ، ترے حسن کا جمال
کسی اور پر نگاہ پڑے ، یہ رغبت نہیں مجھے

اڑوں میں شوق شوق میں، یا نیستی میں گر کر
بس دامِ وفا ترا ہو ، پھر ندامت نہیں مجھے

فُرقت کی یُورشوں میں ملاقات کا یقیں ہے
قدموں کو چوم لوں گا ، کوئی عجلت نہیں مجھے

زیست کی حقیقت کیونکر عیاں ہو مجھ پر
وہ نور چشم نہیں ہے ، وہ بصارت نہیں مجھے

سادہ سا اُمتی ہوں ، بس ترے رسول ﷺ کا
نجابت نہ اس سے بڑھکر ، کوئی نسبت نہیں مجھے

حقیقت میں نہ سہی تو ، منور کے خواب میں ہی،
گلے سے لگا کے کہدو، شکایت نہیں مجھے

منوراحمدراجپوت بھٹی
برسلز۔بیلجیئم

غزل

لے آیا سرِ خار وہ مرہم میں گوندھ کر
جب بھی مِرے بدن پہ اُسے آبلہ ملا

پانی حسین کو نہ ملا ایک بوند بھی
اپنوں کا خون بکھراہواجا بجا ملا

مشکل نے بے بسی میں مجھے ایسے آلیا
جیسے کہ دشمنوں کا کوئی قافلہ نہ ملا

یہ کیا ہے ماجرا کہ خوابوں کے دیس میں
جو شخص بھی ملا وہ بہت پارسا ملا

بے حال کر نہ خود کو عبس اس کی چاہ میں
فوراً بدل گیا اُسے جب آسرا ملا

غیروں میں جب بِکا تو مِلا تخت و تاج مصر
حزبِ برادراں سے تو یوسف کو چاہ ملا

فرید یوسف
میرکسم۔ بیلجیئم

بُرا جو دیکھن میں چلا، بُرا نہ مِلیا کوئے
جو مَن کھوجا اپنا، تو مُجھ سے بُرا نہ کوئے

کبیرا کھڑا بازار میں، مانگے سب کی خیر
نہ کَہو سے دوستی، نہ کَہو سے بَیر

سائیں اتنا دیجئے جا مَیں کُٹمب سمائے
میں بھی بھوکا نہ رہوں سادھو نہ بھوکا جائے

مایا مَری نہ من مَرا، مَر مَر گئے شریر
آشا ترِشنا نہ مَری، کہہ گئے داس کبیر

دُکھ میں سِمرن سَب کریں سُکھ میں کرے نہ کوئے
جو سُکھ میں سِمرن کرے تو دُکھ کہاں سے ہوئے

جیسے تِل میں تیل ہے، جیوں چقمک میں آگ
تیرا سائیں تُجھ میں ہے، تُو جاگ سکے تو جاگ

دھیرے رے مَنا، دھیرے سب کچھ ہوئے
مالی سینچے سو گھڑا، رُت آئے پھل ہوئے

ماٹی کہے کمہار سے، تُو کیا روندھے موئے؟
اِک دِن ایسا ہووے گا، میں روندھوں گی توئے

مالا پھیرتے جگ بَھیا، پھرا نہ من کا پھیر
مالا کا منکا چھوڑ دے، مَن کا منکا پھیر

جب تُو آیا جگت میں، لوگ ہنسے، تُو روئے
ایسی کرنی نہ کری، پیچھے ہنسے سب کوئے

چِنتا ایسی ڈیکھنی، کاٹ کلیجہ کھائے
وَید بِچارا کیا کرے، کہاں تک دوا لگائے

میرا مُجھ میں کُچھ نہیں، جو کُچھ ہے سو تیرا
تیرا تُجھ کو سونپ دیں، کیا لاگے ہے میرا؟

حد حد جائے ہر کوئی، اَن حد جائے نہ کوئے
حد اَن حد کے بیچ میں، پڑا کبیرا سوئے

کوی: بھگت کبیر جی

رپورٹ نیشنل تربیتی سیمینار 2022ء،مجلس انصاراللہ بیلجیئم

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ مورخہ 10 دسمبر بروز ہفتہ بمقام بیت الرحیم آلکن مجلس انصار اللہ بیلجئیم کو اپنا پہلا نیشنل تربیتی سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمداللہ۔

نیشنل تربیتی سیمینار کی اجازت حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مجلس شوری مجلس انصاراللہ بیلجیئم 2021 کی تجویز کو منظور فرماتے ہوئے مرحمت فرمائی تھی۔ جس کا موضوع تقویٰ اور حصولِ عرفان الہی تھا۔ تجویز کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضور اقدس کی خدمت میں سیمینار کے لیے مرکزی طور پر کسی مہمان خصوصی کی درخواست کی گئ جس کو حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت منظور فرماتے ہوئے مولانا شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعتہ الاحمدیہ جرمنی کی اجازت بطور مہمان خصوصی سیمینار مرحمت فرمائی الحمدللہ ۔اس سیمینار کی صدارت محترم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلجئیم نے کی۔

کھانے اور نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کرنے کے بعد نیشنل تربیتی سیمینار کا آغاز بوقت 2 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت محترم رفیق احمد ہاشمی صاحب نے ترجمعہ کے ساتھ پیش کی ۔ بعد ازاں انور حسین صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی۔ مکرم وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم کے استقبالیہ خطاب کے بعد مکرم و محترم توصیف احمد صاحب مربی سلسلہ وصدر خدالاالاحمدیہ نے تقویٰ اور حصولِ عرفان الہی کے موضوع پر احسن رنگ میں روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم و محترم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی کا تقویٰ کے عنوان پر جامع خطاب شاملین نے سنا۔ مولانا صاحب نے نہایت خوبصورت اور روح پرور انداز میں سامعین کے سامنے اپنے علم اور تجربات کی روشنی میں تقویٰ اور حصولِ عرفان الٰہی کے باریک در باریک پہلوؤں پر روشنی ڈالی جس پر تمام حاضرین مجلس نے یہ کہہ کر پسندیدگی کا اظہار کیا کہ مولانا صاحب کا خطاب ہمارے علم میں ایک بہترین اضافہ ہے اس موضوع کے بہت سے علمی نکات ہم پہلی بار سمجھیں ہیں جو ہماری روحانی زندگی کے لئے بہت فائدہ مند ہیں اکثریت نے یہ بھی کہا کہ اسطرح کے علمی سیمینار آئندہ بھی ہونے چاہئیں۔ آخر میں انصار بھائیوں کو روحانی ترقی اور دینی معلومات کی غرض سے سوالات کرنے کا موقع بھی دیا گیا۔ اس موقع پر پرنسپل صاحب نے احسن رنگ میں سوالات کے جوابات دیئے۔

اس کے بعد امیر جماعت احمدیہ بیلجیئم مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں انہوں نے مہمان خصوصی اور تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر مہمان خصوصی جناب مکرم شمشاد احمد قمر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ تمام شاملین ، مہمانان گرامی، انتظامیہ اور کارکنان کو ان کی خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے ، آمین

نیشنل تربیتی سیمینار کو گوگل میٹ کے ذریعے آن لائن 75 افراد جماعت نے دیکھا اس طرح شاملین بشمول بیت الرحیم آلکن ٹوٹل حاضری 185 رہی جس میں انصار، لجنہ ،ناصرات ،خدام اور اطفال سب شامل ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمیں آئندہ بھی ایسے علمی سیمینار احسن رنگ میں منعقد کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور جو باتیں تقویٰ کے متعلق ہم نے اس سیمینار میں سنیں ان پر حقیقی معنوں پر عمل کرنے کی توفیق ملے آمین

خاکسار

کاشف ریحان خالد

قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجئیم

Majlis
NATIONAL TARBIYYATI
SEMINAR
10 December 2022

NATIONAL TARBIYYATI

رپورٹ 26ویں مجلس شوریٰ

مجلس انصاراللہ بیلجیئم

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ بیلجئیم کی 26 ویں مجلس شوریٰ مؤرخہ 11 دسمبر 2022ء بروز اتوار بمقام بیت السلام دلبیک منعقد ہوئی الحمدللہ۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت امیر جماعت احمدیہ بیلجئیم مکرم و محترم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب نے فرمائی ۔ کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت مکرم حافظ جہانزیب قریشی صاحب نے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی اور ڈچ ترجمہ مکرم اویس بن سعد صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازں محترم وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس انصاراللہ بیلجئیم نے نظامِ شوریٰ کی اہمیت قواعد و ضوابط اور نمائندگان شوریٰ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بیلجئیم نے اپنے صدارتی خطاب میں نمائندگان کو شوریٰ کی کاروائی کے ہر مرحلہ پر تقویٰ کو پیش نظر رکھنے کی نصیحت فرمائی خطاب کے بعد محترم امیر صاحب نے دُعا کروائی۔ اس کے بعد شوریٰ کی کاروائی کا آغاز ہوا اور مکرم شاہد محمود صاحب سیکرٹری شوریٰ نے تجویز برائے شوریٰ 2021ء پر عمل درآمد کی جائزہ رپورٹ پیش کی اور تجویز برائے شوریٰ 2022ء پڑھ کر سنائی جس کے بعد مکرم عبدالباسط بھٹی صاحب قائد مال نے بجٹ 2023ء نمائندگان شوریٰ کے سامنے پیش کیا بعد ازاں پیش کی گئی تجاویز پر غور و خوض کے لئے سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اس کے ساتھ ہی پہلے اجلاس کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔

نماز اور کھانے کے وقفے کے بعد مجلس شوریٰ کے دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا۔ سب کمیٹیوں نے تجاویز سے متعلق اپنی سفارشات پیش کیں جن پر نمائندگان شوریٰ نے سیر حاصل بحث کی اور اس سال کی تجاویز کو حسبِ قواعد حتمی شکل دینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کی منظوری دی ۔

مکرم و محترم صدر صاحب نے الوداعی خطاب کرتے ہوئے شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور چند ضروری امور کی طرف توجہ احسن رنگ میں دلائی اور آخر میں دعا کے ساتھ اس بابرکت مجلس شوریٰ کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

سالانہ پکنک، مجلس انصاراللہ بیلجیئم

مورخہ 18 ستمبر بروز اتوار مجلس انصاراللہ بیلجیئم کو اپنی سالانہ پکنک منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

چند مخیر حضرات کے بھرپور تعاون کی وجہ سے اس دفعہ پکنک کی انٹری فیس نہیں رکھی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ انصار پکنک میں شامل ہوں۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے پکنک بیت الرحیم آلکن میں منعقد کی گئی۔ پکنک کے دوران ریجنز کی سطح پر والی بال کے مقابلے کروائے گئے۔ ریجن براباں نے پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ دوسرے نمبر پر ریجن انٹورپن آئی۔

دوپہر کو تمام انصار بھائیوں نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب نیشنل اجتماع لجنہ اماءاللہ یوکے سنا اور دعا میں شامل ہوئے۔ جو براہ راست یوکے سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعے نشر کیا گیا تھا۔ ظہر اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد تمام انصار بھائیوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا جس میں چکن تکہ، سیخ کباب، فرائیڈ فش، فرنچ فرائز، سلاد، فروٹ، حلوہ، ڈرنک، چائے وغیرہ شامل تھی۔ پکنک میں 122 افراد نے شرکت کی جس میں 97 انصار بھائیوں کے علاوہ اطفال، خدام شامل ہوئے اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے بطور مہمان شرکت کی۔ اس موقع پر نائب امیر صاحب اور مشنری انچارج صاحب کے ساتھ دو تبلیغی مہمان بھی شامل ہوئے۔ الحمدللہ تمام شاملین کے پکنک کے متعلق تاثرات بہت اچھے تھے اکثر احباب کا کہنا تھا کہ چار سال بعد اور کووڈ کی پابندیوں کے بعد ایسے اکٹھا ہونا اور سب سے ملنا انہیں بہت اچھا لگا اور انہوں نے بہت لطف اٹھایا، الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ تمام جملہ کارکنان کو ان کی خدمت کا بہترین اجر دے آمین۔

قائد اشاعت۔ مجلس انصار اللہ بیلجیئم

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بیلجیئم

21تا23 اکتوبر 2022 ء

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کے طفیل اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور دعاؤں کے ساتھ مجلس انصاراللہ بیلجیئم کو اپنا 26 واں سالانہ اجتماع مورخہ 21 تا 23 اکتوبر 2022 کو لجنہ اماءللہ کے ساتھ بیت الرحیم آلکن میں منعقد کرنے کی توفیق ملی، جس کا تھیم تربیت اولاد تھا۔ یہ اجتماع پہلی دفعہ تین روز کی لئے منعقد کیا گیا۔

اس اجتماع کے انعقاد کے لئے اجتماع کمیٹی کا قیام و منظوری جون 2022 کو نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ کے اجلاس میں دی گئی۔ دوران اجتماع جملہ انتظامات کو احسن رنگ میں انجام دینے کے لئے نیشنل عاملہ نے مکرم منور احمد راجپوت بھٹی صاحب کو ناظم اعلیٰ اجتماع اور آصف احمد صاحب کو سیکرٹری اجتماع کی ذمہ داری سونپی۔ جبکہ مختلف شعبہ جات کی نگرانی اور انتظامات کے لئے 4 نائب ناظمین اعلیٰ کے زیر نگرانی 22 ناظمین کا تقرر کیا گیا۔ اجتماع کی پلاننگ اور انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے اجتماع کمیٹی کے اس دوران 3 اجلاسات ہوئے جس میں اجتماع کے انعقاد کے لئے انتظامات کا جائزہ اور مختلف کاموں کی کمیٹی سے منظوری حاصل کی جاتی رہی۔ اسی دوران اپریل اور مئی کے مہینہ میں چاروں ریجنز کے ریجنل اجتماعات منعقد کیے گئے۔ تاکہ انصاراللہ کو علمی اور ورزشی مقابلہ جات کی تیاری کے لئے زیادہ سے زیادہ موقع مل سکے۔ ان اجتماعات میں وسیم احمد شیخ صدر صاحب مجلس انصاراللہ بیلجیئم اور نیشنل عاملہ کے ممبران شامل ہوئے اور انصار کو اجتماعات کی اہمیت اور نیشنل اجتماع میں بھی بھرپور شرکت کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ اجتماع کی ہر لحاظ سے کامیابی کے لئے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کیا گیا۔ دوران اجتماع جملہ انتظامات کی انجام دہی کے لئے محترم امیر صاحب کا ہر ممکن تعاون حاصل رہا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

مجلس انصار اللہ بیلجیئم نے روایت کو برقرار رکھتے ہوئے بیرونی مجالس کے نمائندگان کو بھی اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ چنانچہ محترم عبد الخالق صاحب اسسٹنٹ پرائیوٹ سیکرٹری انصار سیکشن بطور مرکزی نمائندہ، اسی طرح سید سہیل احمد شاہ صدر صاحب مجلس انصاراللہ فرانس اور ان کے ہمراہ 5 اراکین مجلس انصاراللہ فرانس کا وفد، مبارک احمد شاہد صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی اور ان کے ساتھ اراکین انصار اللہ جرمنی ہمارے اس اجتماع کو رونق بخشی۔

اجتماع کے پہلے روز رجسٹریشن وکھانا اور نماز جمعہ وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کا براہ راست خطاب سنا گیا۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز پرچم کشائی کے بعد افتتاحی اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جس کی صدارت محترم عبد الخالق صاحب اسسٹنٹ پرائیوٹ سیکرٹری انصار سیکشن نے کی اور انصار سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مشنری انچارج بیلجئیم نے خطاب فرمایا۔ اس روز افتتاحی سیشن کے بعد کرکٹ میچز منعقد کروائے گئے۔ نماز مغرب وعشاء کی ادآیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

اجتماع کے دوسرے دن باجماعت نماز تہجد، نماز فجر اور درس القرآن کا اہتمام کیا گیا۔ ناشتہ کے بعد 10:30 پر علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ اس روز علمی مقابلہ جات میں تلاوت، حفظ، نظم، قصیدہ شامل تھے۔ اس کے بعد تمام انصار سپورٹس ہال تشریف لے گئے۔ سپورٹس میں شامل والی بال، فٹبال، رسہ کشی، بیڈمنٹن کے مقابلہ جات ریجنز کے مابین منعقد کیے گئے۔ کوالیفائینگ راؤنڈ کے بعد فائنل مقابلہ جات بھی منعقد کروائے گئے۔ اس روز بعد نماز مغرب وعشاء بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا جس کو انصار بھائیوں اور مہمانوں نے بہت پسند کیا۔

اجتماع کے تیسرا روز بھی باجماعت نماز تہجد، نماز فجر اور درس القرآن کا اہتمام کیا گیا۔ اس روز پروگرام کے مطابق والی بال کا ایک دوستانہ میچ مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم کے درمیان منعقد کیا گیا۔ جو سنسنی خیز مقابلے کے بعد مجلس انصار اللہ بیلجئیم نے جیت لیا۔ اس کے بعد تقاریر کے مقابلہ جات کرائے گئے۔ مقابلوں کے بعد کھانے اور نماز کا وقفہ ہوا۔ آخری سیشن کا آغاز مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ بیلجئیم کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت کے بعد صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے عہد انصاراللہ دہرایا۔ آخر میں جیتنے والے انصار بھائیوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس کے بعد محترم شیخ وسیم احمد صدر مجلس انصار اللہ بیلجئیم نے تربیت اولاد کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخر پر مہمانان از غیر ملک کا تعارف پیش ہوا۔ مکرم امیر صاحب نے انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف احسن رنگ میں توجہ دلائی۔ اس بابرکت اجتماع کا اختتام محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا سے کروایا۔

اس سال علمِ انعامی مجلس انصار اللہ برسلز ایسٹ کو ملا اور محمد یونس بٹ صاحب مجلس انصار اللہ ہاسلٹ سال کے بہترین ناصر قرار پائے۔ اللہ تعالی ان کو یہ اعزاز مبارک کرے۔

اجتماع میں حاضری کی رپورٹ کچھ یوں رہی۔

انصاراللہ (183)، مہمانِ کرام (72)، کل حاضری (255)

الحمد للہ گزشتہ سالوں کی نسبت اس سال اجتماع میں شامل ہونے والوں کی تعداد کافی حوصلہ افزا تھی۔

اللہ تعالیٰ تمام شاملین اجتماع، مہمانان گرامی، انتظامیہ اور کارکنان اجتماع کو ان کی خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے، آمین

لا اله الا الله محمد رسول الله
یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ
وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ

مَا اَصَابَكَ
سورۃ لقمٰن۔ آیت 18

تاثرات

مکرم ومحترم سید سہیل احمد شاہ صاحب صدر مجلس انصاراللہ فرانس اور مکرم ومحترم مبارک احمد شاہد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی بیلجیئم کے سالانہ اجتماع میں ہماری عاجزانہ درخواست قبول کرتے ہوئے بطور مہمان اپنے اپنے وفود کے ہمراہ شریک ہوئے ہم ان کے تہہ دل سے مشکور ہیں اس نادر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے اپنے معزز مہمانوں سے درخواست کی کہ وہ اس اجتماع کے متعلق پنے اپنے تاثرات کا اظہار فرمائیں ۔

صدر مجلس انصاراللہ فرانس سید سہیل احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ہم صدر صاحب انصاراللہ بیلجیئم کی دعوت پر اپنے پانچ ممبران عاملہ کے ساتھ اس اجتماع میں حاضر ہوئے ہیں دو دن ہمارا قیام رہا بہت زیادہ روحانی ماحول دیکھنے کو ملا الحمدللہ اور ہم مجلس انصاراللہ بیلجیئم کی مہمان نوازی کے بھی شکر گزار ہیں ہم نے ان کی مہمان نوازی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور خواہشات کے عین مطابق پایا الحمدللہ ۔

قائد اشاعت صاحب نے بتایا کہ مجلس انصاراللہ بیلجیئم کو پہلی بار حضور انور کی دعا سے اپنا اردو رسالہ نکالنے کی توفیق مل رہی ہے اور حضور انور نے ازراہ شفقت رسالے کا نام بھی انصاراللہ رکھا ہے سن کر بہت خوشی ہوئی ہے اللہ تعالی سے عاجزانہ دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے رسالے کا اجراء ہر لحاظ سے مبارک اور بابرکت فرمائے آمین اور قائد صاحب اور ان کی ٹیم کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے مضامین پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو نہ صرف ہمارے علم میں اضافہ کا موجب ہوں بلکہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی علم وہدایت کا موجب ہوں آمین ۔

صدر مجلس انصاراللہ جرمنی مبارک احمد شاہد صاحب فرماتے ہیں :۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خاکسار کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجلس انصاراللہ بیلجیئم کے سالانہ اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق ملی الحمدللہ بہت ہی شاندار اور بہت ہی منظم اجتماع تھا خاکسار پہلے بھی کئی دفعہ شامل ہو چکا ہے ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی بہت اچھا لگا خاص طور پر یہ کہ علمی مقابلاجات میں نہ صرف کثیر انصار بھائیوں نے شرکت کی بلکہ یہ مقابلاجات اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی تھے انتظامی امور بھی پہلے سے بہتر لگے الحمدللہ

آپ لوگوں کی مہمان نوازی ہمیشہ کی طرح قابل تعریف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہر لحاظ سے یہ اجتماع ہم سب کے لیے مبارک اور بابرکت فرمائے آمین اور جو اچھی باتیں ہم نے یہاں سے سیکھیں ہیں ہم سب اس سے فائدہ اٹھانے والے ہوں آمین

دعوتِ اسلام
گرجاگھروں میں پھولوں، چاکلیٹس کی تقسیم و تعارف

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ بیلجیئم کو امسال بھی اندرونِ ملک مختلف شہروں اور دیہاتوں کے گرجا گھروں میں حقیقی اسلام کے پیغام کے ساتھ پھولوں اور چاکلیٹس کے تحائف پیش کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

اس پروگرام کی تیاری کی غرض سے چند ہفتے پہلے بہت سے گرجا گھروں کی انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا اور اس طرح 34 گرجا گھروں کی انتظامیہ کی طرف سے اجازت مل سکی۔ اس پروگرام کا آغاز 24 دسمبر بروز ہفتہ بعد از دوپہر ہوا جس کا اختتام 25 دسمبر کو ہوا۔ پہلے سے طے شدہ طریق کے مطابق مربّیانِ سلسلہ اور انصار مقررہ گرجا گھروں میں تشریف لے گئے جہاں انتظامیہ کی طرف سے خوش آمدید کہا گیا۔ پادری صاحبان نے کرسمس کی مناسبت سے اپنی مذہبی رسومات کی اَدئیگی کے بعد مربّیان سلسلہ یا خدام کو حاضرین سے مخاطب ہونے کی دعوت دی چنانچہ اس اہم موقع پر حاضرین کو مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ اسلام کی مختلف مذاہب کے ساتھ بھائی چارے اور امن کی تعلیم اور اسلام احمدیت کا تعارف پیش کرنے کا موقع ملا جس کے بعد پادری صاحبان کو خصوصی تحائف اور پھول پیش کئے گئے اسی طرح تقریب میں شامل تمام حاضرین کو امن اور بھائی چارے کے پیغام پر مشتمل تیار کئے گئے سٹکرز کے ساتھ پھولوں اور چاکلیٹس کے تحائف پیش کئے گئے۔ اکثر حاضرین نے محسوس بھی کیا اور بعض نے اس کا اظہار بھی کیا کہ دوسرے مذہب کے لوگ ہماری اس خوشی میں شریک ہیں اور محنت سے تیار کئے گئے خوبصورت تحائف پیش کئے گئے ہیں۔ الحمدللہ پروگرام کے بعد کئی غیراز جماعت نے جماعت کی سرگرمیوں متعلق پوچھا اور اسی موقع پر جماعت کی سرگرمیوں کی مختصراً تفصیل بھی پیش کی گئی۔

مجلس انصار اللہ کے اس پروگرام کی کامیابی میں مربّیان سلسلہ اور خدام کا تعاون بھی شاملِ حال تھا۔ ان دو دنوں میں چودہ مجالس کے 45 انصار کے علاوہ 39 خدّام، 11 لجنہ و ناصرات اور 27 اطفال ٹوٹل 122 ممبران جماعت کو 34 گرجا گھروں میں 2807 کی تعداد میں پھولوں کے اور 2140 چاکلیٹس تحائف پیش کرنے کی توفیق ملی۔ جزاکم اللہ

اسی طرح اس پروگرام کے ذریعے تقریباً 5000 ہزار غیراز جماعت تک حقیقی سلام یعنی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی، الحمدللہ اس موقع پر پادری صاحبان نے ملاقاتوں کے دوران اظہارِ تشکر کے علاوہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ دورانِ سال بھی ان رابطوں کو قائم رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے مجلس کی اس مساعی کو قبول فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر خدمتِ دین میں حضرت خلیفۃ المسیح کا معاون و مددگار بنائے۔ آمین